https://www.studiestoday.com

روشنی

(دوم)

اردو کی معاون درسی کتاب دسویں جماعت کے لیے

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ، پٹنہ

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

محکمۂ تعلیم، حکومت بہار سے منظور

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت (SCERT) بہار، پٹنہ کے تعاون سے پورے صوبہ بہار کے لئے

© بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ، پٹنہ

پہلی اشاعت	2010-11	
دوسری اشاعت	2011-12	25,000
تیسری اشاعت	2012-13	20,000
چوتھی اشاعت	2013-14	[illegible]
پانچویں اشاعت	2014-15	25,000

قیمت : Rs. 17.00

---ناشر---

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ

پاٹلی پترا بھون، بدھ مارگ، پٹنہ-800001

مطبوعہ: [illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

اپنی بات

درسی کتاب کا دخل ہمارے تعلیمی تحقیق و تربیت نے [illegible] سے اب تک [illegible] گیا وہ یہی اس ادارے کی تین جماعتوں کے لیے کتابیں تیار کر لی ہے۔ اس طرح یہ ادارہ اپنے تعلیمی منصوبے کے مطابق اس کی تکمیل میں اہم رول ادا کر رہا ہے۔ اب دسویں جماعت کی [illegible] کتاب اس ادارے کے ذریعہ تیار ہونے کے بعد اشاعت کے مراحل سے گزر کے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہر کتاب میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ [illegible] معیاری نصاب تعلیم تیار کیا گیا ہے اور اس کے مطابق ماہرین کی جماعتوں کے ذریعے تمام مضامین کی کتابیں تیار کی جا رہی ہیں۔ [illegible] کے مطابق ہم کتابوں سے نہ صرف طلبا و طالبات کی دلچسپی میں اضافہ ہوگا بلکہ معلمین حضرات کی آسانیوں کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے اور [illegible] تعلیم کو معیاری بنانا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتابیں اس مقصد کو پورا کریں گی۔

ہمارا ادارہ [illegible] کی جانب سے [illegible] شکریہ [illegible] کتاب [illegible] ماہرین کی [illegible] کے تعاون سے کتابیں تیار کرانے میں [illegible]۔ میں ان ماہرین کا بھی شکر گزار ہوں۔

میری گزارش ہے کہ کتاب میں جہاں کہیں کوئی نقص نظر آئے تو ہمیں اس کی اطلاع ضرور دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کو دور اور اس کی اصلاح کی جا سکے۔

[illegible]

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

چند الفاظ نئے نصاب اور معاون درسی کتاب کے بارے میں

دسویں درجے کے لیے اردو کی کتاب آپ کے سامنے ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں ہمارے اردو زبان کے دانش وروں کی ایک ٹیم نے جیسے ہو سکی ہے مکمل شب و روز عرق ریزی کی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ دسویں درجے کے طلبا کے ذہنی معیار کے پیش نظر تمام اصناف ادب سے نئے نئے اسباق شامل کیے جائیں اور طلبا نے سیکھنے کا ارادہ و متن کی تلاش کی جائے۔ متن کے انتخاب میں بھی اس بات کا خاص طور رکھا گیا ہے کہ طلبا اور اساتذہ کو درس و تدریس کے دوران بوجھ سے دور تازگی کا احساس ہو اور طلبہ کے ذہن میں اردو زبان و ادب کا ذوق و شوق پیدا ہو۔

درسی کتابوں کی ترتیب اور متن کے انتخاب میں مرتبین کا میلان روایتی رہا ہے۔ اس میلان سے قدرے انحراف کرتے ہوئے متن کے انتخاب و ترتیب میں جدید دور، بدلتے ہوئے تعلیمی ذوق وغیرہ NCF کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے تاکہ طلبا نہ صرف یہ کہ تعلیمی مسائل کو اچھی طرح سمجھیں بلکہ بدلتے ہوئے حالات سے اپنے آپ کو ذہنی طور پر ہم آہنگ کر سکیں اور وہ اپنے عہد کی زبان سے اچھی طرح روشناس ہو جائیں۔ کیوں کہ گزرتے ہوئے وقت اور بدلتے ہوئے حالات میں زبان کے تقاضے بھی بدلتے رہتے ہیں۔

زیر نظر معاون درسی کتاب 'روشنی۔ دوم' کے نام سے ہے جو دسویں درجے کی درسی کتاب 'درخشاں۔ دوم' کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔ اس کتاب کی پیشکش کا مقصد طلبا کے اندر اضافی مطالعہ کا ذوق و شوق پیدا کرنا ہے۔ اس کتاب میں ہندوستانی ادب کا تصور کے عنوان سے ہندوستان کی ادبی و لسانی تہذیب، یکجہتی اور قومیت کی تاریخ کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف زبانوں کے ادب سے افسانے اور نظمیں بھی شامل ہیں۔ مختصر یہ کہ زندگی کا کی یہ کتاب ہندوستانی ادب کے تصور پر مختصر اگرچہ پر روشنی ڈالتی ہے۔

کتاب کی ترتیب و تزئین میں اردو کے دانشوروں نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں ان سے ہمارا وقار بلند ہوا ہے۔ مختلف زبانوں کے علاوہ اردو کی اس کتاب کو بھی انھوں نے عرق ریزی کے ساتھ تجربات کے

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

صدر شعبۂ اردو پروفیسر محمد ظفر الدین اور دوسرے معاونین نے بہت اہم رول ادا کیا ہے۔ ہم ان سب کے خصوصی طور پر ممنون ہیں۔

اس طرح کتاب کی ترتیب میں مضامین کے انتخاب اور سوالات کے سلسلے میں متعلقہ اساتذہ اور ماہرین کے مشوروں کا ہم خیر مقدم کریں گے۔

حسن وارث

(اردو)

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

حسن وارث، [illegible]

[illegible]

ڈاکٹر قاسم خورشید، [illegible]

ڈاکٹر سید [illegible]

مرتبین

پروفیسر [illegible]

ڈاکٹر [illegible]

محمد [illegible]

فخر الدین عارفی، [illegible]

محسن احمد، [illegible]

ڈاکٹر نثار احمد فیضی، [illegible]

[illegible]

نظرِ ثانی

پروفیسر [illegible]

پروفیسر [illegible]

[illegible]

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

فہرست

مقالہ

ہندوستانی ادب کا تصور	[illegible]	1

افسانے

[illegible]	[illegible]	18
[illegible]	[illegible]	24
[illegible]	[illegible]	30
[illegible]	[illegible]	61
[illegible]	[illegible]	71
[illegible]	[illegible]	76

نظمیں

[illegible]	[illegible]	85
[illegible]	[illegible]	87
[illegible]	[illegible]	89
[illegible]	[illegible]	91
[illegible]	[illegible]	94

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

ہندوستانی ادب

ہندوستان ایک کثیر لسانی ملک ہے یہاں کم از کم چار خاندان السنہ کی زبانیں ہیں۔ آریائی اور دراوڑی کی اکثریت ہے۔ تکنیکی اور آخری لحاظ سے ۲۲ زبانیں اور سیکڑوں بولیاں باقی ہیں جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ان کے رسم الخط بھی الگ الگ ہیں اور جغرافیائی علاقے بھی مختلف ہیں لیکن اس کے باوجود ان زبانوں میں ادب کی جو تخلیق ہوتی ہے اس سے بحیثیت مجموعی ہندوستانی ادب کا ایک واضح تصور ابھر کر سامنے آتا ہے۔ یہ تصور دراصل ہندوستان کی بنیادی اساسی تہذیب، یکجہتی اور قومیت کا مظہر ہے۔ جس طرح مختلف رنگ، نسل، تہذیب، زبان اور مذہب و عقائد کے پیروکار لوگ ہندوستان میں قومیت کے لحاظ سے ہندوستانی ہیں اسی طرح الگ الگ رسم الخط اور زبانوں میں لکھے جانے والے ادب کی تخلیق کا مجموعہ بھی ایک ہندوستانی ادب کا تصور پیش کرتا ہے۔

حصول آزادی کے بعد ہندوستان میں علاقائیت کے بڑھتے رجحان اور لسانی اختلافات سے الگ الگ ریاستوں کی تشکیل کے باوجود ہندوستان کی مختلف زبانوں میں ادب کی جو تخلیق ہوتی ہے اس سے ہندوستانی ادب کی وحدت کے تصور کو تقویت ملتی ہے جو ملک کے زبان و ادب میں اس ملک کی تہذیب و تمدن کی عکاسی ہوتی ہے۔ ہندوستانی ادب کی تخلیق یہاں بھی یہاں کی تہذیبی یکجہتی پیش کرتی ہے خواہ اردو ہو، ہندی ہو، تہذیب کی زبان سے پنجابی، ہندی، بنگلہ، سنسکرت، مراٹھی، تیلگو، ملیالم، کشمیری، آسامی، گجراتی، سندھی وغیرہ غرض تمام زبانوں کے ادبیات میں اس لسانی و تہذیبی وحدت کی عکاسی ملتی ہے۔ ہندوستان کے ادب میں گو ظاہری طور پر خواہ کتنے ہی اختلافات ہوں لیکن بحیثیت ایک قوم سب کی ذہنیت، سوچ، فکر، طرز اور عمل یکساں ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ہندوستانی تہذیبی یکجہتی کی مثال کو پیش کرتی اور ساتھ ہی ساتھ ان ہندوستانی زبانوں کے ادبیات میں منعکس ہو کر ایک واضح ہندوستانی ادب کو بھی تشکیل کرتی ہے۔

آئین ہند میں ۲۲ ہندوستانی زبانیں درج ہیں۔ ان میں ہندی، اردو، آسامی، اڑیا، کنڑ، کشمیری، کونکنی،

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

گجراتی، کشمیری، تمل، تیلگو، نیپالی، پنجابی، بنگلہ، بوڈو، ڈوگری، منی پوری، مراٹھی، ملیالم، سنتھالی، میتھلی، سنسکرت، سندھی وغیرہ ہیں۔ انگریزی بین الاقوامی زبان ہے جبکہ ہندی ملک کی قومی زبان ہے اور اردو زبان بھی کم و بیش ملک کے تمام حصوں میں بولی جاتی ہے اور بعض ریاستوں میں یہ دوسری سرکاری زبان ہے۔ بشمول عربی و فارسی دیگر زبانیں بھی ملک کے مخصوص خطوں، طبقوں اور علاقوں میں کثرت سے بولی جاتی ہیں۔ یہاں ان میں ادب کی بھی تخلیق ہوتی رہی ہے۔ بعض زبانیں اتنی ترقی یافتہ ہیں کہ ان کا اتنا اچھا خاصا ادبی سرمایہ جمع ہو گیا ہے کہ ان کے ادبیات کو اب عالمی معیاری ادبیات کے مقابل میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں بعض ہندوستانی زبانوں کے ادبیات کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے جن سے رنگ برنگ پھولوں سے سجے اور نکہت و خوشبو سے بھرے ایک خوشنما گلدستے کی شکل میں ہندوستانی ادب کا واضح تصور ابھر آتا ہے۔

ہندی ادب ہندی زبان کھڑی بولی سے نکلی ہے جس کا رسم الخط دیوناگری ہے۔ یہ ہندوستان کی قومی زبان ہے۔ لفظ "ہندی" فارسی زبان کا لفظ ہے۔ ایران کے لوگ "س" کا تلفظ "ہ" کرتے تھے۔ اس لیے انھوں نے دریائے سندھ کے آس پاس کے علاقے کو "ہند" اور یہاں کے رہنے والے لوگوں کو "ہندی" کہا۔ بعد میں پورے ہندوستان کے لیے "ہند" اور یہاں کے رہنے والوں کے لیے "ہندی" لفظ کا استعمال ہونے لگا۔

ہندی ادب کے آغاز کا زمانہ 1000ء مانا جاتا ہے۔ یہ راجہ بھوج کا عہد تھا۔ ہندی ادب کو چار مخصوص ادوار یعنی ویر گاتھا کال یا آدی کال، بھکتی کال، ریتی کال اور آدھونک کال میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہندی کے پہلے شاعر آچاریہ سرہپا تسلیم کیے جاتے ہیں۔ ودیاپتی، امیر خسرو، کبیر، گورکھ ناتھ، پرتھوی راج، جگنک، نرپتی نالہ، چند بردائی، عبدالرحمن وغیرہ ہندی کے قدیم شاعروں میں خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ ملک محمد جائسی، قطبن، منجھن، شیخ نبی، رحیم خانخاناں، سورداس، نند داس، آچاریہ کیشو داس، تلسی داس، میرا بائی، رس خان، نروتم داس، رسکھان، بہاری لال، رحیم، گھنانند وغیرہ ہندی ادب کے بھکتی کال اور ریتی کال کے اہم شعرا ہیں۔

ہندی ادب کا جدید دور 1800ء میں نثری ادب سے شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں منشی سدا سکھ لال، سید انشاء اللہ خاں، للو لال، سدل مشر وغیرہ نے ہندی نثر کو فروغ دیا۔ ان میں سے بیشتر فورٹ ولیم کالج، کلکتہ سے وابستہ تھے۔ یوں تو ان حضرات کی تحریروں سے ہندی کے نثری ادب کا آغاز ہوا لیکن باقاعدہ اور باضابطہ طور پر

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

بھارتیندو ہریش چندر کو بھی اس کے آغاز کا سہرا حاصل ہے۔

اردو ادب ہندی کی طرح اردو بھی کھڑی بولی کی پیداوار ہے۔ اس لئے اردو اور ہندی دونوں کی اصل ایک ہی کہا جاتا ہے۔ یہ خالص ہندوستانی زبان ہے اور مشترکہ تہذیب کی علامت ہے۔ پنڈت برج نرائن چکبست نے اردو کو مشترکات کا لشکر قرار دیا ہے جو دو الفاظ اردو کے مرکب سے بنا ہے۔ ترکی زبان میں اردو کے معنی لشکر کے ہیں۔ یعنی اردو دونوں کی زبان ہے۔ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان دو قومیں ایک ساتھ آ گئیں۔ انھیں دو قوموں کے آپسی میل جول سے یہ زبان پیدا ہوئی ہے اس لئے اردو کو مشترکہ تہذیب کی زبان کہا جاتا ہے۔

اردو کی ابتدائی پرورش و پرداخت صوفیوں کی آغوش میں ہوئی۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، بابا فرید گنج شکر، خواجہ بختیار کاکی، خواجہ معین الدین چشتی، حضرت امیر خسرو، شیخ عین الدین گنج العلم جیسے بزرگان دین اور صوفیائے کرام نے اس زبان کی آبیاری کی۔ اس سلسلے میں بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اپنی کتاب اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام بڑی تفصیل سے پیش کیا ہے۔ جب اردو پھلنے پھولنے لگی تو اس میں شعر و ادب کی تخلیق ہونے لگی۔ مخلص ظہر بن یحییٰ، مسعود سعد سلمان اس زبان کے پہلے شاعر ہیں لیکن ان کا کلام دستیاب نہیں ہے۔ اس لئے حضرت امیر خسرو کو ہی اردو کا پہلا شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی مشہور غزل کا مطلع یہ ہے:

زحال مسکیں مکن تغافل دورائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تاب ہجراں ندارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں

اس طرح اردو شاعروں کی محبوب زبان بن گئی۔ حالات بھی سازگار تھے۔ دکن میں بہمنی، قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنتوں کے دوران اس زبان کی خوب پذیرائی ہوئی۔ اردو شاعری کے پہلے دبستان کا سہرا دکن ہی کو حاصل ہے۔ حیدرآباد، بیجاپور، گولکنڈہ وغیرہ اردو کے اہم ادبی مراکز رہے۔ دبستان دکن میں غزل کے علاوہ مثنوی اور مرثیہ کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ قلی قطب شاہ اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر ہیں۔ اس دبستان کے اہم شعرا میں شاہ میراں جی، ولی دکنی، سراج دکنی، قلی قطب شاہ، غواصی، ابن نشاطی، نصرتی وغیرہ ہیں۔ تقریباً ایک صدی میں اردو زبان نے باقاعدہ ایک ادبی حیثیت اختیار کر لی۔ پھر ۱۷۰۰ء میں ولی کا دیوان دہلی پہنچا۔ دہلی میں آتے ہی اس نے دبستان کی شکل اختیار کر لی۔ اس دبستان کو فروغ دینے والوں میں شاہ حاتم، آبرو، ناجی، مضمون، سراج الدین علی

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

خان آرزو، حاتم، دہلوی، مظہر جانِ جاناں، میر، سودا، درد، نظیر اکبرآبادی، غالب، مومن، ذوق، میر حسن وغیرہ کے نام خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ دہلی کی تباہی کے بعد ادبی مرکز لکھنؤ منتقل ہو گیا جہاں آتش، ناسخ، انیس، دبیر، نواب مرزا شوق، جرأت، مصحفی، رند، پنڈت دیا شنکر نسیم وغیرہ نامی گرامی شعرا نے اس زبان کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور دبستانِ لکھنؤ کی شمع روشن کی۔ ان کے بعد اردو ادب نے عہدِ جدید کا آغاز ہوتا ہے۔ حسرت موہانی، اقبال، چکبست، شاد عظیم آبادی، جگر مرادآبادی، فراق، یگانہ، اختر شیرانی، جوش، فیض، جمیل مظہری، علی سردار جعفری، مخدوم محی الدین، ساحر، [illegible] اختر شیرانی، اختر الایمان، کلیم عاجز، مجید امجد، ناصر کاظمی، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، پروین شاکر، [illegible] یاس، [illegible] لطف الرحمن، سلطان اختر، مظہر امام، سرور، جہاں آبادی، شان الرحمن، محمود سعیدی، قاسم خورشید وغیرہ نے اردو کے شعری سرمایہ میں گراں قدر اضافے کیے جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ غرض اردو ادب کی تمام شعری و نثری اصناف کو [illegible] نے جگہ اگر [illegible] ہے، جو وسعت عطا کر رہی ہے۔ اردو ادب آج بھی معاشرہ میں نئے نئے ادبی تحریکات و رجحانات سے بھی اظہار رہا ہے۔ اصلاحی، رومانی، ترقی پسند، جدیدیت اور ما بعد جدیدیت تحریکیں بھی زمانے کا ساتھ دیتے ہوئے اردو ادب نے اپنا ارتقائی سفر جاری رکھا ہے۔

شاعری کی طرح اردو کا نثری ادب بھی قیمتی سرمایہ سے مالا مال ہے۔ اردو نثر کا آغاز کیا دہویں صدی میں اولیائے کرام شیخ عین الدین گنج العلم کے یہاں اردو کا قدیم نمونہ ملتا ہے۔ شاہ محمد حسینی کی کتاب "معراج العاشقین" اردو کی پہلی باقاعدہ نثری کتاب ہے۔ اس کتاب کو پہلے خواجہ بندہ نواز گیسودراز سے منسوب کیا جاتا رہا ہے لیکن یہ دراصل شاہ محمد حسینی کی تصنیف ہے۔ ان کے علاوہ عبدالرحمن چشتی نے بھی شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف "نشاط العشق" کا ترجمہ اردو میں کیا۔ شمس العشاق نے بھی تین کتابیں لکھ کر اردو کے ابتدائی نثری سرمایہ میں گرانقدر اضافہ کیا۔ میراں جی کی تصانیف، سید محمد قادری، سید شاہ میر وغیرہ بھی نثر کے نمونوں کی حیثیت سے زیادہ اہم ہیں تو کبھی ادبی حیثیت کے لحاظ سے زیادہ اہم نہیں ہیں۔ لیکن ان سے اردو کے آغاز و ارتقا کے بارے میں بخوبی پتہ چل جاتا ہے۔ شمالی ہند کے اردو نثر نگاروں میں فضل علی فضلی، انشاء، میر عطا حسین خاں تحسین، جوش، میر امن، شیر علی افسوس، میر بہادر علی حسینی، حیدر بخش حیدری، نہال چند لاہوری وغیرہ اہم ہیں، جن کے تراجم اور تخلیقی عمل سے اردو کے نثری ادب کو فروغ حاصل ہوا۔ ان کے علاوہ اردو کے نمایاں نثر نگاروں میں رجب علی بیگ سرور، مرزا غالب، سر سید احمد

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

خاں، فضل حق، سجاد حسین، محمد حسین آزاد، شبلی، حالی، ذکاء اللہ، نواب محسن الملک، چراغ علی، مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ اردو تنقید و تحقیق میں مولوی عبدالحق، عبادت بریلوی، کلیم الدین احمد، نواب امداد امام اثر، حالی، قاضی عبدالودود، مسعود حسین رضوی، مسعود حسین خاں، نصیر الدین ہاشمی، محمود شیرانی، وزیر آغا، پروفیسر احتشام حسین، سید اعجاز حسین، گیان چند جین، احتشام حسین، آل احمد سرور، خلیل الرحمٰن اعظمی، اختر اورینوی، قمر رئیس، شمس الرحمٰن فاروقی، گوپی چند نارنگ، وہاب اشرفی، سید جعفر، لطف الرحمٰن، ممتاز احمد، قمر اعظم ہاشمی، ابوالکلام قاسمی، محمد حسن، وارث علوی، شان دہلوی وغیرہ کے اسمائے گرامی خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ اردو فکشن میں ڈپٹی نذیر احمد، پنڈت رتن ناتھ سرشار، عبدالحلیم شرر، مرزا ہادی رسوا، پریم چند، قرۃ العین حیدر، جیلانی بانو، عزیز احمد، انتظار حسین، جوگندر پال، عبداللہ حسین، رشیدۃ النساء، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، عصمت چغتائی، سہیل عظیم آبادی، اختر اورینوی، شکیلہ اختر، حسن عظیم آبادی، غیاث احمد گدی، الیاس احمد گدی، کلام حیدری، ذکی انور، پیغام آفاقی، مشرف عالم ذوقی، غضنفر، اقبال مجید، عبدالصمد، حسین الحق، شفق، شوکت حیات، خورشید وغیرہ نے اس فن کو معراجِ کمال عطا کیا۔

اس کے علاوہ طنز و مزاح میں منشی سجاد حسین، پطرس بخاری، رشید احمد صدیقی، کنہیا لال کپور، فرقت کاکوروی، احمد جمال پاشا، مجتبیٰ حسین، یوسف ناظم، مشتاق احمد یوسفی، کرنل محمد خاں، ضمیر جعفری، محمد مجیب وغیرہ بڑی گرانقدر شخصیات ہیں جن سے ان اصناف نے خاصا فروغ حاصل ہوا۔ اردو ادب کا کارواں بڑھتے آگے اور حالات کے ساتھ بڑی روانی سے اردو ادب اس مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں بے فکری سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی بھی ترقی یافتہ ادب کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

تمثیل — تمثیل ایک قدیم صنفِ ادب ہے اور اس کا ادب بھی اتنا ہی قدیم ہے۔ اس لئے اس کے آغاز کے متعلق قطعیت سے کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تمثیل کا آغاز مذہبی رسومات سے ہوا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی بہت ساری تمثیلی روایات بھی معرضِ وجود میں آئیں۔ ابتدائی تحقیقات میں ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ ابتدائی صحیفات ہو سکتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی تخلیق ہوئی۔ ماہرین نے اس تحقیق کا ایک اور پہلو بھی نکالا ہے۔ بہرحال اس تحقیق کے مطالعہ سے یہ انکشاف ہوا کہ تمثیل کی سب سے پہلی تخلیق ہے۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

سے قبل بھی بعض تحقیقات قلم بند کی گئی اور پیش کی۔

تمل ادب کے ابتدائی دور میں تمل عوام بھی شخصی آزادی کے حامی رہے ہیں۔ وہ اپنے ملک میں اور تمام ہی قوم و انسان ہمارے بھائی بہن ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کے بارے میں تمل عوام کے نظریے کا پتہ چلتا ہے۔ بعد میں فرقہ وارانہ فساد کے سبب ان کا یہ نظریہ بدل گیا اور وہ مختلف فرقوں کے شکار ہوگئے۔ تمل زبان کے مشہور دانشور جیسے محققوں نے اپنی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ باہمی اشتراک، مقاموں، بھائی چارہ اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا جو درس دیا ہے اس کو تمل عوام نے اپنایا اور انگریزوں سے آزادی کے بعد انگریزی اور ہندی کے خلاف ان کی تحریک ضرور چلی تاہم تمام آپسی اختلافات کو فراموش کر کے تمل عوام مملکت ہند کے ساتھ کامل یکجہتی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ روز قدیم سے ہی تمل عوام پورے ہندوستان کو اپنا ملک سمجھتے آئے ہیں اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں ہندوستانی تمدن کی روایتوں کے تحفظ کا دعویٰ کرتے رہے ہیں۔ بیسویں صدی میں تمل کے مشہور شاعر آزادی کی جدوجہد میں قومی اتحاد کا پیغام دیا۔ مشہور شاعر سبرامنیم بھارتی نے اپنی شعری زبان میں کہا کہ ہمارا ہے بھارت کی سرزمین قدیم ہے یہ ہمارے قوم انسانی اقدار ہے۔

غرض تمل ہندوستان کے تمام لوگوں نے اپنا ایک قوم سمجھا اور تمل دوستی کو اپنا عظیم فرض تصور کیا اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کے عوام سے بھی تمل لوگوں نے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ تمل ادب کا ان حقائق پر گہری نظر ہے۔ اپنے اس بنیادی نظریے کے ساتھ تمل ادب روز افزوں ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔

تیلگو ادب آندھرا پردیش جنوبی ہند کی ایک اہم تیلگو بولنے والی ریاست ہے۔ یہاں کی زبان تیلگو ہے۔ جدید ہندوستانی زبانوں میں اسے ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اس کا ادبی سرمایہ بہت وسیع اور قدیم ہے۔ اس زبان کا آغاز دسویں صدی عیسوی کے بعد ہوا۔ تیلگو ایک بہت ہی شیریں زبان ہے۔ اس کے استعمال میں شیرینی محسوس ہوتی ہے۔ تیلگو میں تمام الفاظ کے آخر میں حرف علت آتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ اطالوی زبان کی طرح تیلگو کہا جاتا ہے۔ تیلگو زبان کی طرح تیلگو ادب بھی بہت قدیم اور وسیع ہے۔ تیلگو ادب ایک ہزار سال قدیم ہے۔ تیلگو ادب کو دوروں میں بانٹا گیا ہے جس کا آغاز 2000 سال قبل مسیح سے ہوتا ہے۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

اس طرح ہیں (۱) قبل ننیا دور (۲) ننیا دور (۳) شیوکوی دور (۴) تکنا دور (۵) ایرنا دور (۶) سری ناتھ دور (۷) رائل دور (۸) جنوبی آندھرا دور (۹) جگنی دور (۱۰) جدید دور۔ ان ادوار میں شروع سے لے کر ایرنا دور تک ترجمے کا کام خصوصیت کے ساتھ ہوا۔ ننیا دور کے ساتھ ہی تیلگو میں شعری تخلیق شروع ہوگئی۔ ننیا ایک باصلاحیت شاعر تھا جس نے سنسکرت کے مہابھارت کا تیلگو میں ترجمہ کیا تھا۔ یہ تیلگو کی پہلی تخلیق مانی جاتی ہے۔ سنہ ۱۰۱۱ء کو یہ تیلگو میں بہت اہم ادب مانا جاتا ہے۔ یہ مصنف کی اولین سرمایہ تحریر ہے۔

بیسویں صدی کی آخری دہائی میں تخلیق ہونے والا دکنی ماحول اور تیلگو میں یہ تخلیقی ادب صرف مسلمانوں تک ہی محدود رہا ہے۔ مسلم فرقہ کے جذبات، احساسات کی عکاسی اس ادب میں ہوئی۔ ان کے تحت دینی، علاقائی، انسانی اور دنیاوی، تہذیبی، ثقافتی اور اقتصادی پسماندگی ان کے خاص موضوعات ہیں۔ قادر محی الدین، محمد خلیل اللہ، اسماعیل، شیخ قاسم، افسر، حنیف، یعقوب، امین الدین، علیم، محبوب، شیخ یوسف، شاہجہاں بیگم وغیرہ تخلیقی ادب کے اہم ادبا اور شعرا ہیں۔

تیلگو ادب ایک ہزار سال کا اپنا طویل ارتقائی سفر طے کر چکا ہے۔ اس دوران تیلگو ادبا اور شعرا نہایت حساس رہے ہیں اور معاشرے پر ان کی گہری نظر رہی ہے۔ انھوں نے اپنے مایہ ناز فن کے ذریعے سماج کی تعمیر و تشکیل کا سلسلہ جاری رکھا اور یہی وجہ ہے کہ آج تیلگو کا ادب کافی ترقی یافتہ ہے اور اس کی شاعری نے ہندوستانی ادب میں ایک خاص مقام حاصل کر لیا ہے۔

ملیالم ہندوستان کی مشہور ریاست کیرالا کی زبان ہے۔ یہ ریاست کنیا کماری سے لے کر گوکرن تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس ریاست کو ملیالم بولنے والے ملناڈ بھی کہتے ہیں۔ اسے ملناڈ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ پہاڑی علاقہ ہے۔ ملیالم زبان میں 'ملا' کے معنی پہاڑ اور 'آلم' کا مطلب گہرائی ہیں۔ اس طرح ملا + آلم ملیالم ہوگیا۔ اسی طرح چیرا نام پڑنے کی وجہ یہ مانی جاتی ہے کہ زمانہ قدیم میں یہاں چیر نسل کے راجہ حکومت کرتے تھے اسی لیے اسے 'چیرم' بھی کہتے ہیں۔ زمانے کے ساتھ چیرم سے چیرل اور بعد میں 'چ' 'ک' میں بدل گیا۔ اس طرح چیرل کیرل بن گیا۔ زمانہ قدیم میں اس ریاست کے لیے سنسکرت ادب میں 'کیرم' لفظ کا استعمال ہوتا تھا۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

ملیالم زبان کی پیدائش کے بارے میں چار نظریے ہیں۔ پہلا نظریہ یہ ہے کہ یہ زبان سنسکرت سے نکلی ہے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ ملیالم سنسکرت اور تمل کی آمیزش سے بنی ہے۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ یہ ملیالم اور تمل کی ذیلی زبان ہے اور چوتھا نظریہ اسے اصل دراوڑی زبان کی ایک آزاد شاخ تصور کرتا ہے۔ ملیالم زبان کی پیدائش کے بارے میں یہ چوتھا نظریہ ہی زیادہ قابلِ قبول نظر آتا ہے۔

ملیالم ادب کی تاریخ کافی پرانی ہے۔ اچھے حوالے دستیاب نہ ہونے کے باعث اس کی ابتدا کے بارے میں [illegible] سے آگے بڑھانا دشوار ہے۔ بہرحال اس کے ادب کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا دور قدیم ہے جو دسویں صدی سے تیرہویں صدی تک محیط ہے۔ یہ ملیالم کا ابتدائی عہد ہے۔ اس دور میں ملیالم پر تمل کا زیادہ اثر دکھائی دیتا ہے۔ عہد کے آخری ایام میں ملیالم پر سنسکرت کے بھی اثرات پڑنے شروع ہو گئے تھے۔ پہلے دور کا ملیالم ادب لوک گیتوں کے سرمایے پر مشتمل ہے۔

دوسرا دور وسطی ہے جو چودھویں صدی سے لے کر اٹھارویں صدی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عہد میں [illegible] کے ساتھ ساتھ ملیالم کا تعلق بھی مستحکم ہو گیا اور تمل اثرات ملیالم زبان میں نظر آنے لگے۔ [illegible] سے دور کا آغاز انیسویں صدی سے ہوا۔ اس عہد کے آغاز سے ملیالم ادب کی قربت انگریزی ادب سے ہو گئی۔ جس کے سبب ملیالم میں کئی ادبی تحریکات و رجحانات پیدا ہوئے۔ اس عہد میں نثری ادب کو بھی کافی فروغ حاصل ہوا ہے۔

ملیالم ادب کے ممتاز شعرا میں [illegible]، کمارن آشان، [illegible] [illegible] ملیالم شاعری کو معراج کمال عطا کیا۔ ملیالم کے [illegible] [illegible] [illegible] وغیرہ اہم ہیں۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

جیسی تنظیم کیا گیا ہے۔ [illegible] سندھی ادب [illegible] سے اگلی [illegible] زبان میں پہلے آریائی اور [illegible] زبان بھی شامل تھی لیکن [illegible] اور [illegible] صدی [illegible] میں پہ [illegible] اس سے الگ ہو گئیں۔ اس کے بعد [illegible] زبان [illegible] اس نے شکل اختیار کر لی ہے۔ یہ زبان میں سنسکرت، [illegible] عربی، فارسی، انگریزی اور دیگر زبانوں کے بھی [illegible] مستعمل ہیں۔ [illegible] ایک [illegible] ادبی سرمایہ سے مالا مال ہے۔

[illegible] ادب کی تاریخ [illegible] دور یا عہد سے لے کر آج تک [illegible] کیا گیا ہے۔ [illegible] الدور [illegible] ادب کو [illegible] اہم شخصیات میں [illegible] [illegible] موجود ہیں [illegible] ادب [illegible] بنیاد [illegible] [illegible] [illegible] الاسلام [illegible] [illegible] بھی [illegible] جاتا ہے۔ [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible] قابل ذکر ہیں۔ [illegible] اشناف [illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] انہوں نے [illegible] آج [illegible] ہندوستان کا قومی ترانہ ہے۔ ان کے علاوہ [illegible] کی ہے [illegible] کا اظہار کیا گیا ہے۔ [illegible] اقبال کی نظم [illegible] سے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا [illegible] سے قومی ترانے میں شامل ہے۔

[illegible] کے مطابق پنجابی [illegible] کی ابتدا [illegible] پنجابی ادب [illegible] سے نکلی تھی۔ [illegible] زبان [illegible] پنجابی نے ایک لمبا [illegible] ہے [illegible] مراحل میں [illegible] پنجابی ادب کی تاریخ کو چار دوروں میں بانٹا گیا ہے۔ پہلا دور [illegible] ہے جو 1000ء سے 1500ء تک کہا جاتا ہے۔ دوسرا دور [illegible] ہے جو 1850ء تک کہا جاتا ہے۔ تیسرا دور جدید ہے جو 1850ء سے 1947ء تک اور چوتھا دور ما بعد 1947ء سے اب تک کا ہے۔

پنجابی ادب کے آغاز کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔ [illegible] کے حساب سے [illegible] پنجابی ادب کا آغاز [illegible] سے مانا جاتا ہے۔ [illegible] بابا فرید الدین گنج شکر [illegible] سے پنجابی ادب کا آغاز مانتے ہیں۔ پنجابی ادب کی تاریخ [illegible] [illegible] کے بعد [illegible] اہم مقام حاصل ہے۔ [illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

شاہ حسین، بلّھے شاہ کی شعری تخلیقات نے پنجابی ادب کو ترقی دی۔ اس کے بعد ہی ادبی عظمت عطا کرنے والوں میں بھائی ویر سنگھ، پورن سنگھ، دھنی رام چاترک ... [illegible] ... امرتا پریتم، ... [illegible] ... بلونت گارگی، کرتار سنگھ دُگّل ... [illegible] ... جیسے شعرا اور ادیب ہیں جنھوں نے اپنی تخلیقات سے پنجابی ادب کے سرمایے میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ پنجابی فکشن میں بھائی ویر سنگھ، نانک سنگھ، ... [illegible] ... وغیرہ کے ناول اپنی خصوصی اہمیت کے حامل رہے ہیں۔

دیگر اصناف میں بھی پنجابی ادب کا گراں قدر سرمایہ ہے جو ہندوستانی ادب میں پنجابی ادب کو اہم مقام عطا کرتا ہے۔ اس ادب میں خاص طور سے پنجاب کی ثقافت، روایات اور یہاں کے لوگوں کی ترجمانی کی گئی ہے۔

مراٹھی ادب مراٹھی، ریاست مہاراشٹر کی زبان ہے۔ اس کے جنوب میں دراوڑی زبانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی تشکیل کا سبب یہاں کی ... [illegible] ... کے اطراف کی بولی نے ادبی مراٹھی کی حیثیت اختیار کر لی۔ یہ جنوبی ہندوستان کی آریائی زبان ہے اور اس کا رسم الخط دیوناگری ہے۔ ادبی زبان کے اعتبار سے یہ ہندوستان کی ممتاز ترین زبانوں میں شمار کی جاتی ہے۔

مراٹھی ادب کی تاریخ کے آغاز کے سلسلے میں محققین کے درمیان اتفاق رائے نہیں۔ لیکن اس بات پر سبھی کا اتفاق ہے کہ مراٹھی کے پہلے شاعر مکند راج ہیں جنھوں نے 1188ء میں ویویک سندھو نامی مذہبی تصنیف کی تخلیق کی ... [illegible] ... سنسکرت کی مذہبی کتابوں میں پیش کی گئی تعلیمات جو ایک خاص طبقے تک محدود تھیں، انھیں عوام الناس کی زبان یعنی مراٹھی میں لکھنے کا اہم کام ... [illegible] ... نے انجام دیا تھا۔ اس حقیقت سے مراٹھی ادب کے آغاز کی تاریخ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بہرحال مراٹھی ادب کے مورخین نے مراٹھی ادب کو تین ادوار میں تقسیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ پہلا دور جو مراٹھی ادب کا قدیم عہد ہے، 1200ء سے 1800ء تک محیط ہے۔ دوسرا دور 1800ء سے 1947ء تک پھیلا ہوا ہے اور

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

اسے مراٹھی ادب نے جدید دلت سے موسوم کیا گیا ہے۔ تحریک ۔۔۔ دلت آندولن کے بعد اب تک نئے مراٹھی ادب کو
دلت سے منسلک کیا گیا ہے۔

مراٹھی ادب کے قدیم شعرا میں گیانیشور، نام دیو، ایکناتھ، تکا رام، سمرتھ رام داس، مکتیشور اور وامن پنڈت،
پنڈت موروپنت، رام جوشی، سگن بھاؤ، ہونا جی اور خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے بعد کے شعرا میں کرشن شاستری، بالا راؤ رنگ،
کرشن شاستری، پاٹھک، ریگ شاستری، کیشو سوت، ٹلک، تیاگی، مرلی دھر، گوندا گرج، بالکوی
وغیرہ نے مراٹھی شاعری کو نئے زاویے سے روشناس کرایا۔ اس کے بعد کے شعرا میں مرڈھیکر، کسماگرج، انل، پی سی اور کیشو پالی ٹلک وغیرہ
نے مراٹھی شاعری کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ مراٹھی ادب کی جس شاعری کو مروج شاعری میں اعلیٰ مقام حاصل ہے وہ
تھا وہ آج جدید معاشرے کی تعمیر کا ترجمان بن گئی ہے۔

شاعری کے علاوہ مراٹھی ادب کا نثری سرمایہ بھی کم نہیں ہے۔ قدیم الاطراف تک اس کا وافر سرمایہ ہے۔
مراٹھی افسانے میں بابا پدمن جی مشہور ہیں۔ ہری بھاؤ آپٹے اور ان کی تحریریں، وی ایس کھانڈیکر، ماما ورےرکر، پی ایس
ورہاڈ، بدلت سو کا ہکل، ویاس، آرتی، گنگا دھر گاڈگل، اشوک، ارون سادھو کے نام اہم ہیں جنھوں نے
مراٹھی ناول اور افسانے کو کافی فروغ دیا۔

عہد آزادی ریاست کے قیام کے بعد مراٹھی ادب کی ترقی رفتار تیز ہو گئی ہے۔ گرچہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کے
انگریزی جاری ہے۔ اس کے باوجود عوام کے تعاون سے مراٹھی ادب کی ترویج و اشاعت جاری و ساری ہے۔

آسامی ادب

ہندوستان کے شمال مشرقی سرحد پر واقع ریاست آسام کی زبان آسامی ہے۔ آسامی
غیر منقسم آسام کی عوامی زبان رہی ہے۔ آسام سے ناگالینڈ، اروناچل، میگھالیہ اور میزورم کے الگ ہو جانے کے بعد بھی
کے باوجود ان تشکیل شدہ ریاستوں میں آسامی زبان کی ترویج و اشاعت جاری ہے۔ آسامی ہندوستان کی اہم
زبان ہے۔ گریرسن کی تقسیم زبان کے مطابق شمالی ہندوستان کی جدید آریائی زبانیں، مگدھی اور
بہاری میں شامل ہیں۔ آسامی زبان کا تعلق بھی مشرقی ہندوستان کی ان زبانوں سے ہے جس میں آسامی
کے ساتھ ساتھ بنگلہ، اڑیا اور بہاری بولیاں آتی ہیں۔ اس طرح آسامی، بنگلہ اور اڑیا زبانیں آپس میں بہنیں ہیں۔
یہ کہا جاتا ہے کہ آسامی زبان بنگلہ زبان کی بیٹی ہے۔ گرچہ آسامی زبان کی تحریر بنگلہ سے ملتی جلتی ہے لیکن

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

دونوں زبانوں کے ادبی رجحانات میں قدرے اختلاف پیدا ہوا ہے۔

بہر حال آج آسامی ادب اپنی جامعیت کے لحاظ سے ہندوستانی ادب میں اہم مقام رکھتا ہے۔ اس کا ماضی جتنا شاندار رہا ہے، اس کا مستقبل بھی اتنا ہی تابناک ہے۔ آسامی ادب [illegible] عصری مسائل کی [illegible] بھی پیچھے [illegible] ادب [illegible] ادب [illegible] ناول، افسانہ [illegible] ادب اور صحافت میں آج اسے وقار حاصل ہے۔

آسامی ادب کو جن اہم شخصیات نے [illegible] ان میں [illegible]

[illegible]

آپ [illegible] ساتھ جاری ہے۔

اُڑیا ادب اڑیا ریاست اڑیسہ کی زبان ہے۔ اڑیسہ کا قدیم نام اتکل [illegible] اسی لیے اڑیا

زبان کو اتکلی یا اوڈری بھی کہا جاتا ہے۔ [illegible]

[illegible]

زبان کی [illegible] ہے۔

اڑیا زبان کی ادبی روایت سنسکرت کی مرہون منت ہے۔ [illegible] سنسکرت کے [illegible]

[illegible] سنسکرت [illegible] حقیقت یہ ہے کہ اڑیا

زبان کو سنسکرت، پالی، پراکرت اور اپ بھرنش سے [illegible] حاصل ہوا ہے۔ اڑیا ادب کی تاریخ [illegible]

[illegible]

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

عہد جدید میں اڑیا ادب کو ایک نئی سمت ملی۔ انیسویں صدی کے نصف میں جدیدیت کا آغاز مغربی تعلیم، تہذیب کے اثرات کے تحت ہوا۔ 1803ء میں اڑیسہ انگریزوں کے اختیار میں آیا۔ اس سے اڑیسہ کے سیاسی، سماجی، تہذیبی اور تعلیمی شعبوں میں جو بے مثال تبدیلیاں آئیں، ان سے اڑیا ادب کو ایک اہم اور نئی سمت کی جانب گامزن ہونے کا موقع ملا۔ جدید اڑیا ادب اسی کا نتیجہ ہے۔ اس عہد میں ڈراما، ناول، شاعری، نظم، تنقید، نثر، ترجمے وغیرہ کی تمام اصناف میں اڑیا ادب کو فروغ حاصل ہوا۔

اس عہد کے اہم ادبا و شعرا میں [illegible] سیناپتی، [illegible] [illegible] [illegible] ارتقائی سفر جاری ہے۔

[illegible] ہندوستانی بولیوں میں جو زبانیں شامل ہیں ان میں سنتھالی اہم اور قدیم بولی ہے۔ سنتھالی [illegible] کے اطراف میں بولی جاتی ہے۔ [illegible] (ہو) [illegible] کے اطلاق میں بولی جاتی ہے۔

سنتھالی اور منڈاری ایک دوسرے سے قریب ہیں جبکہ ہو بولی ان دونوں سے کسی قدر مختلف ہے۔ [illegible] [illegible] سنتھالی اور منڈاری سے مختلف ہندوستانی بولیوں سے ایک مجموعہ [illegible] کرتے ہیں۔

بہر حال ہندوستانی بولیوں میں سنتھالی کو ایک اہم مقام حاصل ہے جس نے اب زبان کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ یوں تو اس زبان کو رسم الخط دیوناگری ہے لیکن ڈاکٹر [illegible] کے مطابق اس کے علاوہ سنتھالی [illegible] کا ایک رسم الخط بھی ہے جسے [illegible] کہتے ہیں جو بنگالی رسم الخط سے ملتا جلتا ہے۔

سنتھالی زبان کے [illegible] سنتھالی کے عظیم شاعر [illegible] سے سنتھالی ادب کے [illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

قیمت اضافہ کیا۔ ان کے نقش قدم پر چل کر بھاگی ناتھ، امریتے کر، کوی شیکھر، جیو تی، رجب علی، چندر کلا، بخش زادہ، گوکل ناتھ، چترناتھ، ہرانند، کھیتم، بابو جنگی، شیام سندر، ہیری لال، ٹھاکر وغیرہ شعرا نے اپنی تخلیقات سے میتھلی ادب کے ابتدائی سرمایے کو مالا مال کر دیا۔

میتھلی کے دیگر اہم شعرا میں جیوتیشور ٹھاکر، جعلان، مدیو، ناتھ شرما، تری، لال داس، ہری ناتھ تھا، گنگا، چندن داس، دیبیتا، رام جھا، دیا ناتھ، یائیکر، مدیو ناتھ، ... چندن جھا، چندر جھان، ... رام جھا، ہری ... وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ میتھلی کے ناول نگاروں اور کہانی کاروں میں ہری موہن جھا، سدھانشو شیکھر چودھری، اوما ناتھ جھا، یوگا نند جھا، راج کمل چودھری، للت، مائن، منوم، رام ... موہن جھا، گووند جھا، گنگیش گنجن، برج کشور، ... شیلندر موہن جھا، للیشور، کمار وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

المختصر جہاں دورِ قدیم اور دورِ وسطیٰ سے میتھلی ادب صرف گیتوں تک محدود تھا اور ان میں مذہبی موضوعات کے تحت ذکر تھا وہاں دورِ جدید اور خصوصاً آزادی کے بعد سے میتھلی ادب میں مختلف اصناف مروج ہوئیں اور قابل قدر تخلیقات منظر عام پر آئیں۔ میتھلی ادب روز افزوں ترقی سے ہمکنار ہو رہا ہے۔ اس کی ترقیاتی رفتار ہنوز جاری ہے۔

مذکورہ بالا تمام ہندوستانی زبانوں کے ادبیات کے مطالعے میں جو ایک خاصیت قدرِ مشترک کے طور پر نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ ان میں ہندوستانی تہذیب، ثقافت، تمدن و معاشرت، تصوف، بھگتی، قومی اتحاد، وطن دوستی، حب الوطنی، انسان دوستی، محبت و بھائی چارگی، رواداری، باہمی رواداری، انسانی آدرشوں اور قدروں کی پاسداری، ظلم و استحصال کے خلاف صدائے احتجاج، نئے سماج و معاشرے کی تعمیر و تشکیل جیسے مختلف اور متنوع موضوعات کی عکاسی یکساں طور پر کی گئی ہے اور یہی وہ بنیادی خاصیت ہے جو ہندوستانی ادب کے تصور کو طاقت و توانائی عطا کرتی ہے۔

سوالات

1۔ ہندوستانی ادب سے کیا مراد ہے؟ مختصراً لکھیے۔

2۔ ہندوستانی زبان سے کون کون سی زبانیں مراد ہیں؟

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

۸۔ ہندوستان میں موجود کسی دس علاقائی زبانوں کے نام لکھیے۔

۹۔ ۱۸۰۰ء سے قبل کیا اردو نثر کا وجود نہیں تھا؟ وضاحت کیجیے۔

۱۰۔ اردو کا تعلق کس زبان سے ہے، اپنی لفظوں میں بیان کیجیے۔

تفصیلی سوالات

۱۔ ہندوستان کے آئین میں درج زبانوں کے بارے میں لکھیے۔

۲۔ اردو کے آغاز و ارتقا پر ایک مضمون لکھیے۔

۳۔ علاقائی زبانوں کے آغاز و ارتقا کا جائزہ لیجیے۔

۴۔ ہندی اردو کے لسانی رشتوں کا جائزہ لیجیے۔

۵۔ موجودہ زمانے کی ضرورت کے مطابق زبان کے بارے میں لکھیے۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

ہوئی کرسی سے خوبصورت الماری [illegible] ہوئے بیچنے پر [illegible] آگئی [illegible] ہے۔"

اس وقت بیرونی [illegible] طور پر شاردا [illegible] خوشی [illegible] [illegible] اتفاقی [illegible]

گویا ناتھ [illegible] آفس سے گھر پہنچا تو [illegible] جب وہ [illegible] پہنچا تو [illegible] ایک

عورت ہے جب اسے معلوم [illegible] تھا وہ شاردا [illegible] ناتھ [illegible] باقی [illegible] [illegible]

آنے کو کہا۔ لیکن اس نے ان کی [illegible]

"تمہارا [illegible] ساتھ آ کر [illegible] گویا ناتھ [illegible]"

وہ [illegible] کی طرف [illegible] اس کے ہاتھ میں ایک [illegible] [illegible] تھی [illegible]

اب بھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جیسے کوئی [illegible] کی طرف دیکھے [illegible] گویا ناتھ [illegible] [illegible]

ہاتھ سے [illegible] کر دیا۔

"تمہیں کہاں جانا ہے"

"تم دوسرے کمرے میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ہے۔"

"میرا [illegible] گویا ناتھ [illegible] ایک معمولی [illegible] [illegible]"

"شاردا" [illegible] ہوئی۔

"گویا ناتھ [illegible] کے کمرے سے چلے [illegible] شاردا [illegible] پاس [illegible] [illegible] تھی۔"

"شاردا [illegible] [illegible]"

شاردا کے چہرے پر [illegible] [illegible] رہی تھی۔

"وہ آج [illegible] [illegible] گئے۔"

"کیا [illegible] رہی ہے؟"

شاردا بولی۔ [illegible] [illegible] ہوئے۔

"[illegible] دوسرے کمرے میں [illegible] [illegible] [illegible]"

شاردا نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

https://www.studiestoday.com

شاہدہ نے دروازہ کھولا۔

’’امجد تو خیریت آئی؟‘‘ گوپی ناتھ نے تانگے کو رخصت کرتے ہوئے اس سے خیریت دریافت کی۔

’’جی ہاں۔‘‘

’’نہا لو گی؟‘‘ پھر اس نے صابن، تولیہ وغیرہ لے کر غسل خانہ کی طرف اشارہ کردیا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر میں کھانا ... تیار ہو گیا۔ ... گوپی ناتھ نے بھی غسل کیا اور دونوں نے ساتھ میں ناشتہ کیا۔

شاہدہ کا چہرہ ... وہ ... جانے کے لیے تیار ہوا۔ پھر اس نے شاہدہ سے سوال کیا۔

’’تم کہاں جا رہی ہو؟‘‘ شاہدہ نے ... کیا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

’’دلی نہیں جاؤ گی؟‘‘

’’یوں ہی۔‘‘ شاہدہ نے نظریں جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

’’گھر واپس جانا چاہتی ہو؟‘‘

’’نہیں۔‘‘

’’پھر کہاں جاؤ گی؟‘‘

’’مجھے معلوم نہیں۔ میرے جانے کی کوئی جگہ بھی نہیں ہے۔‘‘

’’میں تمہیں ... ‘‘ ... دونوں چپ رہے۔

’’مجھے ... میں ... کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں پوری زندگی ایک ساتھ گزاریں۔‘‘

’’میں کیسے مانوں گی؟‘‘

’’میں نے ... آج تم سے شادی کرنے کا ارادہ کیا ہے؟‘‘

’’آپ ... ‘‘ وہ ... ہونٹ ... پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

... اسپتال میں ایک بچے کا ... ہے۔‘‘

کچھ دیر کے لیے دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔

https://www.studiestoday.com

"تب بچہ کہاں ہے؟"

"مر گیا۔"

"شوہر؟"

"کل میری شادی ہو رہی ہے۔"

"بچے کا باپ؟"

"میرا کلاس فیلو ... سے اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتا رہتا ہے۔ وہ شاعر ہے۔ امتحان کے بعد وہ کہیں نہ کہیں ملازم ہو جائے گا۔" اس نے اس کا نام بھی بتا دیا۔

"بس اتنا ہی! زندگی رونے کے لیے نہیں ہے۔ تم سے ایک غلطی ہوئی ہے۔ تمھارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ مجھے شادی کرنی ہے۔ میرے گھر میں صرف میری ماں ہے۔ ایک بہن ہے جس کی شادی ہو چکی ہے۔ میرے پاس کوئی دولت نہیں۔ اخبار میں ہوں۔ اس اخبار کا مدیر، چپراسی تک میں ہی ہوں۔"

"لیکن میں کسی سے پیار نہیں کر سکتی۔"

"شاید اب تم مجھ پر بھروسا کر سکتی ہو۔"

پھر دونوں کی قانونی طور پر شادی ہو گئی۔ قصبے اور اخبار میں بھی آ گئیں۔ سالانہ جلسے کے ایک پروگرام میں قادر صدیقی کرسی پر نظر آیا۔ گوپی ناتھ نے بھی تقریر کی۔ تقریر کے بعد شاہ نے گوپی ناتھ سے ہولے سے مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا: "صاحب کی شادی حال ہی میں ہوئی ہے؟"

"ہاں۔"

"اس عورت کو پہلے سے جانتے تھے؟"

"نہیں۔"

"اس کے کوئی بچے تھے، ایک آدمی کے پاس ہیں۔"

"یہ بات شاردا نے مجھے بتا دی تھی۔"

"شادی سے قبل بچہ پیدا ہونے والی بات بھی۔"

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

1. "[illegible]"

2. "[illegible]"

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

گجراتی کہانی: پنالال پٹیل — مترجم: مظہر الحق علوی

وترک کے کنارے

شام نے آسمان کو پوری طرح گیروا رنگ میں رنگ دیا تھا۔ [illegible] ندی کا نیلا پانی [illegible] جیسا ہو گیا تھا۔ اونچے کنارے پر ایک ٹیلے پر بیٹھا [illegible] اس پار کی [illegible] میں [illegible] نظر آ رہی تھی۔ [illegible] کی ٹھنڈک نے شام کو [illegible] بنا رکھا تھا۔

[illegible] کے سامنے بچھڑے، بکریاں اور گائے بھینسوں کے [illegible] طرف چل رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں [illegible] جانور اپنی جگہوں پر [illegible] لگے۔ [illegible] بکریاں بھی سامنے کے [illegible] میں بکھر گئیں۔ [illegible] اس کی نظر [illegible] کے پیچھے سے اس پار ندی کے کنارے سے پہنچ گئی۔

[illegible] سرخ سورج اپنی روشنی [illegible] کی کوشش کر رہا تھا۔ [illegible] رنگ کے [illegible] اس میں سے ایک گھوڑے جیسے [illegible] میں پانی بھر کر [illegible] کنارے پر آ رہا تھا۔ [illegible] کے پاس [illegible] کی کوشش کر رہا تھا۔ ساتھ ساتھ [illegible] چلا رہا تھا۔

"کیا [illegible] ایک کونے میں جانوروں کے [illegible] لرزتی ہوئی [illegible] مگر پھر بھی وہ ندی کے کنارے کی طرف ان جانوروں کو دیکھنے لگی۔

"اور [illegible] اگر انھیں [illegible] کیوں [illegible]؟" دل کو [illegible] نرم تھا مگر ندی کے کنارے کی [illegible] آنکھوں میں اور نرم رخسار پر پوری طرح [illegible] چھائی ہوئی تھی [illegible] جا رہی تھی۔

"[illegible] شہر کی طرف [illegible] جب [illegible] پچھلے سال ایک [illegible] سے [illegible] آیا تھا [illegible] تین برس سے [illegible] ہوئی ہے۔"

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]
[illegible]

"[illegible]"

[illegible]
[illegible]

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]" [illegible] کہا۔

"[illegible]"
[illegible] دیکھتی رہی۔

"[illegible]"

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

"کیوں؟" سادھو کو پوچھنا پڑا۔

"اس نے دوسری گاؤں کے بچے میں دیکھا اور پسند کرلیا۔ شادی کرکے وہ گھر خالی ہو گیا اور ... پیچھے چھوڑ گئی۔ اسے بڑا شوق ہے ... ایک روز صبح سویرے اس پر ہاتھ صاف کر دیا۔ مجھے بڑا افسوس ہوا۔"

پہلے تو سادھو نے ایک گہری سانس لی اور پھر غور سے سادھو نے تفصیل آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "اسی نے تو یہ سارے جنگل اگائے ہیں۔"

قول نے اس کا انتظار کیا۔ ... اسے تلاش کیا گیا۔ تھک ہار کر اس کی دوسری شادی کر دی گئی۔ وہ دوسرا بھی گاؤں کے باہر کا ہی تھا۔ سات سالوں میں سے کسی نے بھی ... سادھو ... آیا تو قول کو جوان ہو گیا ...

سامنے والے گاؤں سے کھیت سے ... جنگل کے ایک آدمی آ رہا تھا۔ ... دھوپ بھی آ رہی تھی۔ وہ جنگل آج سے تیس سال پہلے چھوٹے سے گاؤں میں ایک ... اس نے قول سے [illegible] کیا۔ ... بھائی ... لوگوں نے ... آج بھی ... بارش ... اور ... کی بات ... جنگل ... ہو جاتا۔

قول ... یہ بھی ایسا لگا ... وہ [illegible] ... سمجھتے ہیں کہ وہ ... ہیں ... اور ... میں ندی کے پانی ... کے گھر کے ... جنگل کو ... خوش خبری سنائی ... اس کو ... جنگل کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ جنگل ... "... سادھو ... "

"اسے ... ہو گی ... ہے ... کی ... ؟"

"ہاں۔ ... ہے ... ہے۔"

... کے ... بھی ... کے ... لیے ... ہو گئے۔

"... کے ... میں ... ہو؟" قول نے ... دریافت کیا۔

"پہلے تو ... نے ... پہچان لیا ہے؟"

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

اس بھولی اور معصوم آواز کی گہرائی میں لولی کو صرف اس کا ایک منظر نظر آیا اور سکوت چھا گیا۔

کچھ حیران نگاہوں سے اس نے غمگین ہو کر کہا۔ "ایسا اچھن بیچ کہاں کھو گیا؟"

"اس پیاری سی بات کو بھلا کے ہوا کیا ۔۔۔ تھوڑی تو پیاری بات ہے۔"

لولی غصے سے بھر اٹھی۔ اپنے لیے ہی نہیں ان دونوں کے لیے بھی۔ "یہ سب کچھ چھوڑو، اور تم لوگ اٹھو یہاں سے۔ بھلا اس کا لو تو اپنی دھولی پر سب کا بوجھ لے کر چلے جاؤ یہاں سے!"

"میں ایک چھوٹی سی بات پوچھنی تھی۔"

"کیا؟"

"مجھے اچھا ہے کہ تم یہاں رہو اور میں ۔۔۔"

لولی بے چین ہو اٹھی۔

"ارے رام! تم پاگل ہو گئی۔ یہ پولیس والے تو ابھی ہی چل دیں گے۔ گاؤں والے پہچانتے نہیں اس لیے بچو، بھاگ جاؤ یہاں سے!"

"تمہیں کو پولیس پکڑ لے جائے گی تو کیا؟"

اگلے دن ایک مرمت کی تلاش میں پولیس کی نظر ان دونوں پر پڑ ہی گئی۔ وہاں کوئی گرفتار کر لے گئی۔

رات بھر بھی لولی نے اپنے آنسوؤں کو بڑی مشکل سے روکا تھا۔

"آخر میری ہی پہچان پر آکر ۔۔۔" آگے وہ بول نہ پائی۔

ندی کے کنارے پہنچتے ہی اس کے آنسوؤں کا بند ٹوٹ گیا۔ وہ خود کو کوستی جا رہی تھی۔ ۔۔۔ اسے اپنا گاؤں یاد آیا میں آج اوپن تو تھا ۔۔۔ اتنے برسوں بعد آپ تک لانا چاہا تو وہ ۔۔۔ سکھ دکھ کی دو باتیں بھی نہ پوچھ پائی ۔۔۔ ظالم! بد قسمت ۔۔۔ تیری ہی نے دی عدالت میں مرنے والوں نے بھی مدد کی ۔۔۔ اس بے ایمانی میں اس نے بھی کوئی اچھا کام کیا ہی تھا۔

ندی کنارے اگے پیپل کے درخت کو اس نے پکڑ لیا جیسے اس کی دوسری ماں ۔۔۔ گلے لگ رہی ہو۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

مختصر سوالات

1. انسانی اقدار اور اُن کا تعلق کس اصول سے ہے؟
2. انسانی حقوق سے اپنی واقفیت بیان کیجیے۔
3. درسی کتاب اخلاق و سماجی اقدار سے کس طرح متعلق ہے؟

تفصیلی سوالات

1. انسانی اقدار کے بارے میں گاندھی جی کے خیال بیان کیجیے۔
2. انسانی اقدار عملی حیات کے ساتھ کس طرح تعلق رکھتے ہیں؟ مختصر جواب دیجیے۔
3. معاشرتی اور اخلاقی قدروں کے ساتھ ادب کے رشتے کی وضاحت کیجیے۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

کنڑ کہانی: [illegible]   مترجم: [illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

ہو جاتی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ انسان کی پرورش جنگل یا اسے قدرتی ماحول میں ہو تو یہ ہو جاتی ہیں۔

اگرچہ وہ مجھ سے کم از کم پانچ برس چھوٹا ہے لیکن جب ہم بڑے ہو رہے تھے تو وہ میرے اسباب سے کیا واقف تھا۔ وہ پاس ہوتا تو مجھے کبھی ذہنی اور جسمانی طور پر وحشت کا احساس نہ ہوتا۔ ایک واقعہ جو میرے ذہن میں آیا، میں تقریباً سات برس کا تھا اور دریا کے کنارے پانی سے بہت دور تھا۔ ایک دن وہ مجھے اپنے ساتھ ندی لے گیا۔ وہ مجھ سے عمر میں چھوٹا تھا۔ مجھ سے پہلے چلا اور اس نے پانی کی گہرائی کا امتحان لیا، اور مجھے اپنے پیچھے چلا کر وہ ایک چٹان سے کنارے تک لے گیا۔ پچھلے برس جب ہم وہاں گئے تو مجھے یاد آیا، پانی اتنا گہرا نہیں جتنا ان دنوں کی گہرائی میں، میں نے ایک بار آپ کا ہاتھ پکڑ کر پانی کے اوپر تک اٹھایا جائے اور پانی میں آنکھیں کھولے ہوئے محسوس کیا۔ ایک چھوٹی مچھلی نے مجھے دکھایا۔ میں اوپر آیا اور تیرنا سیکھ رہا تھا۔ میں دوسرے دن پھر پانی میں آیا اور محسوس کرنے لگا۔ پھر دن بھر وہیں رہا۔ پھر گھر گیا اور گہرے غوطے لگانا سیکھ گیا کہ پانی مجھے اپنی طرف کھینچ لیتا۔ مگر میں خود پانی سے باہر آکر دھوپ میں اپنے جسم کو دھوپ سے خشک کرتا۔ ہمارے ابا جان کی مرضی تھی کہ اب بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے وظیفے کے لیے انگلیوں کے بل اس طرح اٹھ کر دیکھا کہ میں پانی میں چھلانگ لگانے کے لیے تیار ہوں، بہت خوب!

"کیا آپ جانوروں کی آزادی کی قیمت پر یقین رکھتے ہیں، شریعت؟" میں وہاں سے جانا چاہتا تھا۔ میں نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی کوشش کی۔

"شریعت، آپ کا کیا خیال ہے؟ میری عقل میں یہ بات نہیں آتی۔" ایک بڑا آدمی اپنے تجربے کی بات کہ سکتا ہے، اپنے دکھاتے ہوئے کہا۔

"بھائی امداد صاحب، جنگل میں کیا بات ہے کہ آپ سے ہر ایک کی کی ہمیں کی اولاد اور کتا کی اصل جنگلی کی طرح جنگلی ہوتی ہے؟"

"لیکن یہ وہ لڑکا ہے جسے اس گاؤں میں جو سب سے پہلے دیکھا۔ وہ ایک شام کو ایک سکھ کے گھر اسی طرح لے جایا جاتا جیسے وہ تیغ بازوں سے نکالا گیا ہو۔"

"اسے یقین حاصل ہو چکا ہے کہ تمام جنگلی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔ اب وہ ایک جنگلی ماحول میں رہے جہاں سے آیا ہے اور وہ ہر جانور کی طرح اپنے ہاتھ میں کھو جائے۔"

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

مجھے کیبل کی جھونپڑی کی خوشبو آ رہی ہے۔ ونگلف نے دو بار کہا۔ انسپکٹر ہمیں تنہائی کی موجودگی کا پتہ لگنے پر
کہا تھا۔ وہ مجھے چھوڑ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس بیچ میں نے اس سے اپنے خیالات کے بارے میں کچھ بھی نہیں
کہا۔ وہ جاتا رہا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ گلی سے باہر جا کر غائب ہو گیا۔

میری بیوی کہنے لگی "اچھے وقتوں میں کیبل نے چاول لانے کی بہت شوقین ہے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ وقت
کیبل کو معلوم تھا۔ جتنا اس نے چاول کے بورے گاڑی میں رکھے مجھے نہیں معلوم۔ وہ کہاں چھپے ہوئے ہیں۔" ماسٹر نے جواب دیا
"اچھا ہوا کہ تم وہاں سے ہو گئے۔" آپ نے چہرہ بدل کر کہا۔

راستے میں ایک شخص نظر آیا جو دونوں میں سے کسی کو پہچانتا ہوا گزرا۔ اس کے سر پر گٹھری کا ایک
گٹھر لدا تھا۔ اس نے پاس آ کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "ارے میں ابھی تمہارے گھر کے پاس سے گزرا تھا۔ تمہاری
بیوی نے مجھے روک لیا اور تمہارے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ اس نے بتایا کہ تم ابھی تک واپس نہیں آئے۔ مجھے ادھر ہی جانا ہے۔ واپس تک
آ جاؤ۔ اس سے تمہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔"

ونگلف نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔ میں اس کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس نے بات کی اور وہ آگے
نکل گیا۔ کچھ دیر بعد آ کر بیٹھ گیا۔ وہ اب بھی مجھے بتا رہا تھا کہ اس کے علاوہ سوال کے بارے میں تمہیں کیا خیال
ہے؟"

وہ شخص اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کرتا رہا۔ اس نے بغیر کچھ کہے اپنی گٹھری اٹھائی اور آگے بڑھ گیا۔
کرنے کے دوران اس کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی۔ اس نے کہا "کیوں؟ یہ پیچھے کے آدمی کی بات ہے۔"
"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے پیچھے سے آدمی بھیج کر پتہ لگایا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ملاقاتی ہو۔"
میری بیوی کہا کرتی تھی کہ میں ایسی باتوں سے بچا کروں جن سے کسی کی ایسی حالت ہو جائے جو بیان نہیں ہو سکتی۔ "
آپ اس عالم کے بارے میں انہیں اچھی طرح جانتے ہیں؟"

وہ شخص جو سیدھے راستے پر چل رہا تھا، پیچھے مڑا، "لیکن وہ بہت پرانی بات ہے۔" اس نے کہا اور نکل گیا۔ وہ بولا
"تمہارا ارادہ کیا ہے؟ اگر تم کہو تو میں اسے روک لوں؟" میں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی تو وہ کہنے لگا کہ میں
اپنے کام سے کام رکھتا ہوں۔ میں اس بد مزاجی سے تنگ آ گیا تھا۔ جو ہر ایک کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور ان کے معاملات
میں دخل دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہاری اور میری طرح کے لوگ بھی ہوتے ہیں۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

سے باوجود فلسطین، مصر اور اردن تک ہے۔ سونے چاندی ہم جنس انمول ہے۔ کوئی عورت کا سودا کر سکتا ہے، کوئی نقطہ مرکز نہیں ہے، کوئی ہم وطن نہیں ہے، زندگی کی کوئی سرحد نہیں ہے، کوئی پابند نہیں ہے، کوئی دوستی نہیں ہے، کوئی فرشتہ نہیں ہے۔ میں نے اپنے خیالات کے استغراق کے عالم میں دیکھا کہ وہ جعفر وطن کے کھیت کے کنارے کھڑا ہے اور وہ روحانی مسرت سے سرشار ہے۔ میں الجھن میں پڑ گیا۔ یا وہ مجھ پر ترس کھا کر ہنس رہا تھا۔ مجھے الجھن سی ہوئی۔

"تم نے تو کہہ دیا تمہاری شادی ہے، لیکن کیا ابھی تمہاری شادی ہوئی ہے؟ اگر وہ مر گئی ہو تو کیا ہو گا؟"

میں نے پوچھا۔ میں اس بوڑھے کو اذیت دینے کی کوشش کر رہا تھا جو مجھ پر نمایاں ہو چکا تھا۔

"اگر تم اس کے لیے تحفہ تلاش کر سکو تو میں بہت شکر گزار ہوں گا۔ میرے پاس اس کے لیے ہیرے جیسا لعل ہے۔ وہ کیا اصول ہے۔ جو اہرات ہیں۔ بھلا وہ کیوں نہیں ہوں گی؟ پھر ابھی اگر بہت ہیں تو ان کی قسمت ہے۔ میں بھلا اسے کیسے ٹال سکتا ہوں۔"

بے اختیار رو پڑے۔ اس ادا نے مجھے لاجواب کر دیا۔ میں بھلا اس سے کیا کہوں کہ وہ جا کر دیکھے کس طرح ہو رہی ہے انقلاب ہے۔

"مسکراتے ہوئے کہنے لگے کہ میں نے کیا دیکھا۔ میں بہر حال بیمار ہوں۔ وہ چاہتا تھا میری غلطی ہے۔ یہ بات مجھے وہاں سے اس کی پوچھ گچھ سے ملی۔ اگر میں بھی لوگوں سے آگے جا کر پوچھا کرتا ہوں۔ میں تو بولی، لفظوں اور مختلف اتفاقوں کی پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ میں اصول اپنے، یوں سب اپنے عمل اور اب تمہاری پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ وہ بولے۔ روٹے میں بھی ان کی طرح ایک ہی بات پوچھتا ہوں کہ تم اپنی جستجو سے سوال کر کے پوچھتے ہو کہ ایک بہت اچھا اب تک میری زندگی کا حال کیا ہے۔ میری بیوی کا کام کیے ہیں سے یہ بیان حال ہے۔ میں اس کو مردہ کر کے یہاں سے جا کر پہنچا ہوں۔ علاقہ میری پہچان مجھے دوبارہ بچے کی طرح ایک دن میں لے آئے ہیں۔ علاقے کے ایک آدمی نے بتایا کہ یہ کتنا میں اکیلا جا رہا تھا کہ میں کس طرح جنگل میں بھاگا۔ وہ اپنی نسل سے جدائی کا ماتم کر رہا تھا۔ وہ مجھے سمجھا رہا تھا کہ کس طرح انتظار کرنے والے اور منتقل کیے ہوتے ہیں۔ اس طرح آج بھی انتظار کر کے اپنے گھر منتقل کرنا چاہیے۔ لیکن میرا ابھی تک سکون نہیں ہے۔ اب میں اپنے گھر جا کر اپنا بوجھ اتار دوں گا۔ مجھ کو اس طرح سے چھوڑ دو۔"

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

بھی اوڑھے ہوئے تھے۔ وہ مجھے تنگ کرتا ہے کہ [illegible] کے لیے [illegible]
[illegible] کہاں سے آتے ہیں؟"

"تم بے چاری بدنصیب! [illegible] کے پھول ہو [illegible] میں
سوچتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ [illegible] واقعی جیسے کہ تم ہو [illegible]
ہے۔ تم [illegible] زندہ رہو گے۔ جب [illegible] ہوگی تو [illegible] ہوئے۔ میں
نے اپنے آپ کو ان خیالات کے الجھاؤ سے روک لیا۔ جب میں نہانے سے فارغ ہوا تو [illegible]
اور [illegible] محسوس کر رہا تھا۔ میرے [illegible] پانی [illegible]
اپنے اوپر ڈال رہا تھا اور وہ خوب [illegible]
[illegible] کیا جائے۔

[illegible] نے میرے بیٹھنے کے لیے [illegible] بچھا دیا تھا اور اس کے سامنے [illegible]
[illegible] فرش پر [illegible] پانی [illegible]
[illegible] میں [illegible]

"[illegible] کے لیے کوئی خاص [illegible] میں [illegible]
مجھے [illegible] کے ساتھ کھانے کے لیے [illegible] تھیں اور [illegible]
[illegible]
کے [illegible] پانی سے [illegible] گیا تھا اور [illegible] کے گئے تھے۔
میں [illegible] بہت ذوق و شوق سے
کھائی۔ کھانا بہت لذیذ تھا۔ [illegible]

[illegible] نے ایک [illegible] سے مقابلہ کرتے ہوئے [illegible] تھا۔ جب میں [illegible]
[illegible]

[illegible] اپنے شوہر سے درخواست کی [illegible] کو
[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

خوشی سے بے حد خوش تھے۔ جلد ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ کیا ہوا تھا۔ وہ مجھے صحن میں لے گئے [illegible]

لیے ہوا تھا۔ اس صندوق کے بارے میں [illegible] اس قسم کی تمام چیزیں رکھا کرتی تھیں جو وہ جہیز

میں لائی تھیں۔ جب صندوق کھولا تو ان سے نیا دکھا؟ [illegible] والے پودے کے لیے رکھا گیا تھا،

ساتھ ہی [illegible] تصویر کی کتابیں، ایک [illegible] کے کھلے ہوئے چھلے، صندل کا ایک ٹکڑا، زیورات

جو پہننے کے لیے نکالے [illegible] وہ تمام زیورات جو عورت کے [illegible]

سے بچانے کے لیے تھے [illegible] کی شادی کے لیے رکھے گئے تھے۔ [illegible]

کی [illegible] ایک [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مجھ سے [illegible] کرتے ہوئے [illegible]

[illegible]

[illegible] صندوق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

دیا۔ میں نے نہ سیا کو دیکھنے کے لئے نگاہ دوڑائی۔ جہاں میں بیٹھا ہوا تھا اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک پرانا مکان ایک حد تک لوگوں کی آمد و رفت سے ہٹا ہوا تھا۔ ایک دو درخت اور ایک دوسرا راستہ جو نیچے کی طرف جاتا تھا، الگ تھا۔ اس کے آگے ایک بڑی پہاڑی ہوا میں زرد پتیوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ مکان کے آگے آنگن میں پھولوں کے پودے لگے ہوئے تھے۔

وہ جو اُدھر ہے میں ونکٹ کی باتوں سے سمجھ چکا تھا۔ اب مجھے لوگوں کے بارے میں تشویش ہوئی تھی۔ میں سوچتے ہوئے بیٹھا رہا تھا۔ "آخر میں اس طرح اپنی لڑکیوں کی شادی ہو جانے سے دکھیوں کی [illegible] اس لئے جو ہوا ہے اس کے بجائے اپنی ماں کے پیٹ میں جا کر تھوڑا سکون پاتا؟"

ونکٹ پھر آ کر میرے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا، "آؤ، چلیں۔" لیکن وہ مجھے اس لئے تلاش کر رہا تھا کہ اس کی بیوی کا غم رفع ہو جائے۔ شاید یہ سوچ کر پریشان تھا کہ میں پریشان ہوں گا۔ مجھے اس بات سے بہت تکلیف تھی کہ میرا دوست اپنے مزاج کے خلاف بہت خاموش تھا۔ "آؤ اور بیٹھو" میں نے کہا۔ "مجھے بھوک لگ رہی ہے۔" اس نے کہا۔ میں نے مسکرا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ میں دوسروں کی احساس سمجھنے میں ماہر نہیں ہوں۔ پھر بھی میں نے اندر جا کر کھانا لانے کے لئے اصرار کیا۔ ونکٹ پانی میں ابلا ہوا چاول کھا رہا تھا۔

بات کے بعد کوئی اس لائق نہ تھا کہ سو سکے۔ مجھے یہ بات معقول نہیں معلوم ہوتی تھی کہ اس دنیا کے تمام لوگوں میں ونکٹ جیسے بے قصور شخص کو اپنی بیٹی کی سزا ملے۔ کون جانتا ہے کہ میرے ساتھ کیا ہوتا اگر اس قصے میں وہ [illegible]۔ میری ساری سمجھ بھی ضائع ہو جاتی کیوں کہ میں نے اپنے والد کی پرواہ نہیں کی تھی اور خاندانی روایات کو ٹھکرا دیا تھا۔ میں آگے بڑھ سکا تھا اور ہو گیا جو آج ہوں لیکن کیا یہ اس خاندان کے لئے بھی ممکن تھا۔ لگتا ہے ونکٹ اور اس کے بچے [illegible] جہاں [illegible] کی شادی کی فکر تھی۔ [illegible] ونکٹ کا [illegible] کی طرح محدود تھی۔

دن نکلنے سے پہلے جب ہر ایک محو خواب تھا اور جب کوئی باہر [illegible] آسمان کے نیچے [illegible] صاف صاف دکھائی دیتا تھا۔ مجھے احساس ہوا کہ مجھے باہر سے آتی ہوئی آواز سنائی دی۔ میں [illegible] دیکھنے کے لئے باہر گیا۔ یہ آواز ایک عورت کے [illegible] لے جانے کی تھی۔ "کون ہے؟" میں نے بلند آواز میں کہا [illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

[illegible] سوالات

1 [illegible] کا مرکزی خیال [illegible]

2 [illegible]

[illegible]

3 [illegible] کے معنی [illegible] جملوں میں استعمال کیجیے۔

[illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

بنگلہ کہانی: مہا شویتا دیوی مترجم: شافع قدوائی

ارجن

آکشن تقریباً ختم ہو چکا تھا اور پیڑوں کا بھی [illegible] ہونے والا تھا۔ اب صرف [illegible] پڑی تھی کہ سورج کی تمازت اچھی لگتی۔

[illegible] بنال مترا کے ٹھیکے سے [illegible] کی پوری طرح تیار قتل کی تھی۔ [illegible] کرنے والوں [illegible] جیتنے والے سارے [illegible] کے ساتھ [illegible] بھی دن بھر کھیتوں سے دھان کے بچے ہونے والے [illegible] جھینپنے میں تو آرام رکھنے اور اپنے تھکے ہوئے جسم کو آرام دینے کی غرض سے اسے تھوڑی دیر [illegible] تھی۔ یہ تو [illegible] ہونے کی امید نہیں تھی مگر اس نے خود سے کہا کہ اس کا تصور کرنے میں کوئی نقصان نہیں۔

اس کی بیوی [illegible] اس کے ساتھ نہیں تھی۔ وہ اپنی صورت میں جھگیوں میں آئی جب وہ موجود نہیں ہوتا کیونکہ وہ [illegible] جنگل آتا جاتا رہتا۔ اس کا جرم دھان کی فصل کے لیے جنگلوں کو کاٹنا تھا۔

اس سلسلے میں [illegible] کی ضرورت نہیں تھی۔ [illegible] اس کے [illegible] اور کھانا [illegible] کئے ہوئے درختوں سے منافع [illegible] اور [illegible] کی طرح [illegible] جنگل [illegible] مگر وہ [illegible] سکتا تھا۔ [illegible] پیچھے کی آمدنی سب سے اہم تھی خواہ [illegible] درختوں کو کاٹ کر [illegible] آدمی کے [illegible] آدمی کی [illegible] انسان ہے۔ کسی نے اسے یہ کام [illegible] صورت میں [illegible] مطلب سمجھ لے [illegible] تھا۔

اپنی [illegible] صورت حال [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] جنگل [illegible] دوسری صورت بھی ہے۔ [illegible] جنگل [illegible] کوئی نقصان بھی

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

جائے اس نے کہا تو مجھی تلاش میں آخر کسی عورت کو لانا پڑے گا۔

کچھ دنوں بعد جب محکمہ جنگلات کے درخت کاٹنے والوں کو کچھ نہیں ملا تو منّو نے کام کی تلاش میں نکل گئی۔ اور کے [illegible] کیا گیا۔ [illegible] [illegible] یہ جو پتا نہیں [illegible] آخر [illegible] [illegible] [illegible] کچھ [illegible] تھی۔ [illegible] [illegible] [illegible]

قدر ہوتی۔

[illegible] بھی نہیں ہے ان میں کچھ ایسا پھول بھی ہے [illegible] [illegible] [illegible] کہاں سے [illegible]

سے کہا:

"بابا! کیا یہ درخت سے متعلق ہے؟"

"کچھ نہیں، میں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ [illegible] سے کچھ [illegible] کا کچھ کام کرتے ہیں

جب تاتا؟"

"ہاں بابا۔"

"اچھا! تو مجھے کس سے پتا کیا؟"

"وہی جو آپ نے کہا تھا۔"

"تمہارا جواب کیا تھا؟"

"یہی جو میں نے آپ سے کہا تھا۔"

"یہ کس بات کا جواب ہے؟"

"بابا میں تھک گئی ایک بے وقوف ہوں۔" کچھ نے کہا۔

"کوئی بات نہیں، ایک ایسا کام ہے جیسے میں چاہتا ہوں کہ تم کرو، کیا تم اس میں دلچسپی رکھتے ہو؟"

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھیوں کے [illegible] [illegible]

ایک ہی طرح کے تھے جیسے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

کرنے لگے۔ اس دوران وہ کھانا پانی بھی بھول گئے تھے۔ سامان ترتیب دینے کے بعد وہ دوبارہ تصوراتی پرواز کرنے لگے۔

'کچی کلی کی طرح بیوی' یاد آنے لگی۔ چندر کلا، پھول کی طرح، بڑی سالی، گلاب کے پھول کی طرح، سلیج کنول کی مانند دودھ کری اور سورج مکھی کی طرح مالدہ والی۔ یکے بعد دیگرے سب ان کی نظروں کے سامنے گھومنے لگیں۔ وہ سوچنے لگے سسرال کیا ہے؟ ایک خوبصورت باغ! ایک بہت اونچا بڑا گملا! جس میں رنگ برنگ کے پھول کھلتے رہتے ہیں۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا۔ جو من میں آئے توڑ لیں یا سونگھ کر چھوڑ دیں۔

اسی دوران مدھوکانت بابو کی سماعت سے فلمی گیت کی آوازیں ٹکرانے لگیں۔ ان کے تصور میں رنگین پر لگ گئے۔ ہم بھی سسرال پہنچ کر اسی طرح کے گیت بجائیں گے چاروں طرف سے چنچل لڑکیاں ہمیں گھیر لیں گی کوئی نرم و نازک انگلیوں سے گراموفون کی سوئی باہر نکالے گی۔ کوئی چوڑیاں کھنکھناتے ہوئے چابھی گھمائے گی۔ کوئی اپنے آنچل سے ریکارڈ پونچھ کر ہمارے ہاتھ میں دینے آئے گی اور ہم انگریزی گیت بجانے لگیں گے۔ تب لڑکیاں بولیں گی، ہم لوگ انگریزی گیت نہیں سمجھتے ہیں۔ ہندی گیت بجائیے۔ تو ہم شان سے کہیں گے کہ ہم ہندوستانی گیت پسند نہیں کرتے ہیں۔

مدھوکانت کا تصوراتی پرواز دراز کرتا گیا۔ وہ سوچنے لگے ہنسی مذاق کے ماحول میں جب رات زیادہ گزر جائے گی تو نونٹھ والی دور سے اپنی بیٹیوں سے کہے گی 'رات بھر تم لوگ ہنسی مذاق میں ہی گزاروگی یا داماد بابو کو کچھ کھلاؤ گی پلاؤ گی بھی؟ صرف تم لوگوں کے دیکھنے سے ان کا پیٹ نہیں بھر جائے گا۔'

تبھی دودھ کری دائی دسترخوان بچھا کر کھانا سجانے لگے گی۔ تو ہم کہیں گے کہ اس طرح تو ہم نہیں کھاتے۔ ہم لوگ تو ٹیبل پر کھاتے ہیں۔ پھر اچانک بجلی کے باب کی طرح ریشمی طشتری میں مل پوا لے کر آئے گی۔ مالدہ والی بھی طشتری میں ملائی سجا کر پہنچے گی ہم تھوڑا مل پوا لے کر کہیں گے بس بس! اب خواہش نہیں ہے۔ تبھی ریشمی چھم چھم کرتی بولے گی۔ ایسے کیسے ہوگا؟ اتنا شرماتے کیوں ہیں؟ وہ زبردستی ہمارا ہاتھ پکڑ کر مل پوا کی طرف لے جائے گی۔ ہم تھوڑا چھو کر ہاتھ ہٹالیں گے۔ تب یکایک آنچل کو سنبھالتی ہوئی مالدہ والی رس سے چھلکتا ہوا ملائی کا پیالہ آگے بڑھاتے ہوئے بولے گی آہا! ابھی تو ملائی باقی ہی ہے۔ وہ مل پوا اور رس ملائی کو ملا کر ہمیں اپنے ہاتھوں سے کھلانے لگے گی۔ واہ! کتنا مزہ آئے گا۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

اب مدھوکانت بابو جذباتی انداز میں ہولی کے تصور میں گم ہو گئے۔ جب چنچل لڑکیاں ہولی کھیلنے آئیں گی تو انہیں ہم رنگ سے نہا دیں گے۔ وہ آنکھ بند کر کے ہولی کی رنگ رلیوں میں مست ہو گئے۔ کئی طرح کی رنگین تصویریں ان کے تصور میں ابھرنے لگیں۔ انہیں سسرال میں چار راتیں گزارنی ہیں جن میں یہ سب کام انہیں کرنا ہے۔ کون سی چیز کہاں استعمال ہوگی۔ کس وقت میں کون سا کام اچھا رہے گا۔ یہ سارے منصوبے بناتے بناتے رات کا زیادہ تر حصہ گزر گیا۔

صبح علی الصبح مدھوکانت بابو نے شیو (داڑھی بنائی) کیا سوٹ پہن کر آدم قد آئینہ کے سامنے کھڑے ہوئے اور اپنے سر پر ہیٹ لگا کر ایک بار پھر کھو گئے۔ جب سسرال میں بچے ہمارے ٹوپ دیکھیں گے تو بھاگ جائیں گے۔ خواتین آپس میں ایک دوسرے کو متحیر ہو کر پوچھیں گی کہ یہ کون صاحب ہیں؟ تب لڑکیاں جواب دیں گی۔ یہ پھول بابو کے داماد ہیں جو اونچے پوسٹ پر ہیں۔ اسی لئے ٹوپ لگائے ہوئے ہیں۔ تڑوآر والا پاگ پہن کر جائے گا اس کو کون پوچھے گا؟

اب مدھوکانت بابو صاحب بن کر اپنے تمام تر سامانوں کے ساتھ اسٹیشن کے لئے رکشہ پر بیٹھے اور وارڈ سرونٹ کو ایک گھڑا پانی لے کر آنے کو کہا۔ میس کے کوک کو ایک چھانچھ دہی لا کر دکھانے کو کہا۔ یہ سب شگون کر کے مدھوکانت سسرال کے لئے روانہ ہوئے۔ وہ ۱۱ بجے گھوگھرڈیہا اسٹیشن پر اترے۔ یکہ والے نے کہا کہ دو بجے تک ہم آپ کو سسرال پہنچادیں گے۔ یہ سن کر مدھوکانت بابو کو خوشی نہیں ہوئی۔ انہوں نے سوچا کہ سورج غروب ہونے سے پہلے سسرال نہیں جانا چاہئے۔ رات کی تاریکی میں سسرال پہنچنے پر ڈرامائی اثر پڑتا ہے۔ دن کی روشنی میں رومانس نہیں آتا۔ اور پھر یہ صاحب والا ڈریس! ٹک ٹک کرتے یکہ پر بیٹھے دیکھ کر لوگ کیا کہیں گے۔ یہ سوچ کر مدھوکانت بابو نے یکہ بان کو ناشتہ کرایا اور نقد انعام کا لالچ دے کر دن بھر روکے رکھا۔ جب شام ہوئی تو رومانس سے بھرے سسرالی سفر کی تیاری شروع کردی۔

اب جب یکہ بان یکہ میں گراموفون لادنے لگا تو سوٹ کیس رکھنے کی جگہ نہیں بچی۔ جب سوٹ کیس لادا گیا تو بیٹھنے کی جگہ نہیں رہی۔ کسی طرح ایڈجسٹ کیا گیا۔ جب مدھوکانت بابو یکہ پر بیٹھے تو چھ گھنٹے سے گرمایا ہوا گھوڑا اپنی کرامت دکھانے لگا۔ یکہ بان کے تین بار آواز لگانے پر گھوڑا صرف ایک قدم آگے بڑھا اور جب دوسرا قدم آگے بڑھایا تو فوراً ہی چار قدم پیچھے ہٹ گیا۔ چابک لگانے پر جس طرف گدھا دیکھا اسی طرف جانے کی

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

کوشش کرنے لگا۔ نتیجتاً کوس بھر جاتے جاتے رات گزر گئی۔ مدھوکانت بابو نے سوچا کہ اگر یہ حال رہا تو سارا رومانس راستہ میں ہی دھرا رہ جائے گا۔

اب مدھوکانت بابو کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ لیکن گھوڑا کو کون سا سسرال جانے کی دلچسپی تھی وہ ایک شاہراہ پر جا کر اڑ گیا۔ مدھوکانت بابو نے یکّہ بان کو کہا کہ لگاؤ چار کوڑے۔ کوڑے لگنے کے بعد گھوڑے نے دونوں پاؤں جھاڑنا شروع کیا۔ اب صاحب بہادر قوت برداشت کھو بیٹھے اور غضبناک ہو کر گھوڑے کو ایک بوٹ لگایا۔ بوٹ لگتے ہی گھوڑا یکّہ لے کر الٹ گیا۔ صاحب بہادر آسمان سے زمین پر آ گئے۔ گھوڑا اپنا لگام توڑ کر سرپٹ بھاگ چلا۔ ادھر صاحب بہادر نیچے، اوپر گراموفون کے ریکارڈ کا ڈبہ، اس کے اوپر یکّہ بان اور اس کے اوپر یکّہ۔ یہ نقشہ دو تین منٹ تک بنا رہا۔

صاحب بہادر پر ایسی بجلی گری کہ آئرن کیا ہوا سوٹ خاک آلود۔ اس پر طرہ یہ کہ ریکارڈ چور چور ہو کر ان کے سارے منصوبے کو چکنا چور کر گئے۔

دو منٹ کے بعد یکّہ بان باہر نکل کر پریشان صاحب بہادر کو بھی باہر نکالنے میں کامیاب ہوا۔ چپکے ہوئے لیدر سوٹ کیس کو کھول کر جب ٹارچ سے دیکھا گیا تو عنبر اور آبِ گلاب کی ملاوٹ نے کپڑوں کو رنگین کر دیا تھا۔ عطر کی شیشیاں ٹوٹ پھوٹ کر بریسری کو معطر کر رہی تھیں۔ صاف شفاف دھوتیوں پر شمپو اور سہاگ بندیوں نے مل کر دلچسپ نقاشی کر دی تھی۔

مدھوکانت بابو پر سکتہ طاری تھا۔ وہ بڑی حسرت سے ان ٹوٹی پھوٹی چیزوں کو دیکھ رہے تھے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ جن چیزوں کو وہ اپنے ہاتھ سے استعمال کرنا چاہتے تھے وہ سب بھگوان نے خود ہی کر دیا تھا۔ اپنے بنائے ہوئے پروگرام کو وہ عملی شکل نہیں دے سکے۔

ادھر یکّہ بان جھمیلی ساؤ نے اپنے ٹوٹے ہوئے یکّہ کو دیکھتے ہوئے کہا، 'یکّہ تو بیکار ہو گیا۔ ایک پہیہ بھی ٹوٹ گیا۔' یہ کہہ کر وہ اپنے بھاگے ہوئے گھوڑے کی تلاش میں نکل پڑا۔ اب صاحب بہادر کو آسمان پر تارے نظر آنے لگے فوراً ہی وہ یکّہ بان کی طرف متوجہ ہو کر برس پڑے—'ایڈیٹ ادھر کہاں جاتا ہے؟ تم نے ہمارا پانچ سو روپئے کا نقصان کیا ہے۔ ہم تمہیں پکڑ کر تھانہ لے جائیں گے۔ تمہارے خلاف ڈیمج سوٹ (ہرجانہ کیس) دائر کریں گے۔ جانتے نہیں تم کہ ہم کون ہیں؟'

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

جنگلوں کو صاف کرنے جیسے اہم کام انجام دیتے تھے۔

لہٰذا ایسا بے وقوف کون ہوگا جو صرف ایک درخت کاٹنے کے لئے جیل جائے۔

ڈ گا عیاری سے ہنسا۔'تم اس سلسلے میں پریشان نہ ہو۔'اس نے دوسروں سے کہا۔ بہ ہر حال وہ حرف آشنا تھا اور بہت سے دور دراز مثلاً جمشید پور، چائباسہ، مدنی پور اور بانکورا کے ضلع جیل میں رہ چکا تھا۔

بشال بابو کو یقین دلایا گیا کہ جب وہ واپس آئیں گے اس وقت تک یہ کام پورا کیا جا چکا ہوگا۔ آپ بے فکر ہو جائیے، انتخابی جلسے کیجئے۔ ہم کو پیسے دیجئے۔ جب آپ واپس آئیں گے تو آپ درخت کو وہاں نہیں پائیں گے۔

'اس بات کو یقینی بناؤ کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی بھنک بھی رام ہلدر کو نہ لگے۔'

'کیوں کیا وہ آپ کو ٹرک نہیں دے رہا ہے؟'

'ہاں لیکن اس کے باوجود وہ بڑا ہنگامہ مچا سکتا ہے۔ لہٰذا تم اس بات کا خیال رکھو کہ ضلع کے باہر کسی شخص کو یہ خبر نہ ملے۔'

'اچھا، بابو۔'

ظاہری طور پر سیاست داں مختلف جھنڈے لہراتے ہیں مگر وہ اندرونی طور پر شیر و شکر ہوتے ہیں۔ جب کام کی بات ہوتی ہے تو ان میں مفادات کا کوئی تصادم نہیں ہوتا۔

'بشال بابو، آپ نے بے وقوف شابروں کو بہت سے سبق سکھائے ہیں، وہ اسے غیر رسمی تعلیم کہتے ہیں۔'

عوامی جلسوں میں دو مخالف جماعتیں ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔ ان کے ممبران یہ نہیں سمجھتے ہیں۔ گالیاں، چھوٹے موٹے جھگڑے اور کبھی کبھی قتل و غارت، یہ سب سیاسی نظام کا حصہ ہیں۔ ارجن کے درخت سے متعلق پیدا ہونا لازمی تھا مگر کتنے لوگ تھے جو واقعی رام ہلدر کی حمایت کرتے۔ پورے گاؤں پر بشال مہتو کا سکہ چلتا تھا۔

بشال بابو نے سوچا کہ قصبہ جانا واقعی باعث پریشانی ہے۔ راستے میں بازاروں اور عوامی ہالوں میں تقریر کرنا اور اجتماع میں شرکت کرنا ہوتا۔ قصبے میں بھی کتنے کام کرنے پڑتے۔ موپڈ کی لائٹ ٹھیک کرانا، ایک نئی لالٹین، بیوی کے لئے نئی شال اور کچھ دوائیں خریدنا!

اپنے سفر سے پوری طرح مطمئن بشال مہتو باندھی واپس آ رہے تھے۔ دونوں کا مسئلہ حل کیا جا چکا تھا۔ اسے

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

بھریانے خوفزدہ ہوکر کانپتے ہوئے کہا، 'سرکار! مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ اس ویرانے میں دور تک کوئی آبادی نہیں ہے۔ یہ سامنے والی گاچھی ہے جہاں بھوت پریت کا بسیرا ہے۔ یہ اسی کی کارروائی ہے۔ اب تو ہم لوگوں کی جان بھی خطرے میں پڑ گئی ہے۔'

ٹڈرآروالا نے بھریا کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ 'ارے یہ بھوت پریت کیا ہوتا ہے؟ کوئی یکہ اس راستے سے ابھی گزرا ہے۔ دیکھو اس کے پہیے کا نشان! شاید اسی سے یہ سامان نیچے گر گیا ہے۔ ہمارے ہم زلف بھی تو آنے والے تھے۔ ممکن ہے، یہ سامان انہیں کا ہو۔' یہ کہہ کر وہ سوٹ کے پاس گیا ادھر ارہر کے کھیت میں چھپے مدھوکانت بابو کا دل دھک دھک کر کانپنے لگا۔

سوٹ کیس دیکھ کر ٹڈرآروالا نے کہا۔ 'نہیں! یہ سامان ان کا نہیں ہے۔ سوٹ کیس پر 'این۔ جھا' لکھا ہوا ہے۔ ان کا نام تو مدھوکانت ہے۔'

مدھوکانت نے یہ سن کر چین کی سانس لی۔ لیکن ٹڈرآروالا نے اپنی جانچ جاری رکھی۔

'یہ کسی چور کا کام ہوسکتا ہے جو ہم لوگوں کی آہٹ پر فرار ہوگیا ہے۔ لیکن اتنی جلدی جائے گا کہاں؟ کہیں اسی ارہر کے کھیت میں تو نہیں چھپا ہے؟' ٹڈرآروالا نے بھریا سے کہا۔

یہ سن کر مدھوکانت بابو ارہر کے کھیت میں مزید دوری بناتے ہوئے اس کے گھنے حصہ میں جا چھپے۔

ادھر ٹڈرآروالا نے جب سوٹ کیس کھول کر دیکھا تو عطر کی شیشیوں کے ٹوٹے پڑے ڈبوں سے ان کا دماغ باغ باغ ہورہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب کسی کے ہوں لیکن اب یہ لاوارث ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے زور سے آواز لگائی۔ 'جس کا سامان ہو وہ لے جائے ورنہ وہ اسے گھر لے جائیں گے۔'

اب انہوں نے بھریا سے چنگیرا کے نیچے سوٹ کیس اور دہی کے مٹکا کے نیچے گراموفون رکھنے کو کہا۔ 'جب یہ سب چیزیں بھگوان نے دی ہیں تو کیوں چھوڑ دی جائیں۔'

بھریانے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اس نے بھی سامانوں کو اپنی سواری پر رکھا اور مدھوکانت بابو کے سینے پر سانپ لوٹتا ہوا چھوڑ کر چل دیا۔ مدھوکانت بے بسی کے ساتھ اپنے اسباب کو لٹتا ہوا دیکھتے رہے۔ رات کی تاریکی میں ارہر کے کھیت میں پڑے وہ سوچ رہے تھے۔ ہائے قسمت! مشکل سے جمع کیے گئے ان کے سامان جن کے سہارے سسرال میں انہیں اپنی انگریزی شان بگھارنا تھا۔ کس طرح وہ دوسرے کے ہاتھ لگ گئے! وہ بھی ان کے حریف

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

سہیلیاں سب جمگھٹ لگائیں گی اور سبھی ہم سے لپٹیں گی تب نڈوآر والا کے پاس بھلا کون بیٹھے گا؟ اور کیا کیا سسرال لے جایا جائے کہ وہاں صرف میرا ہی رنگ جمے۔' انہوں نے سوچا کہ ہاتھ منہ دھونے کے لئے ایک صابن اور ایک ٹوتھ برش بھی لے لینا چاہئے۔ اس لئے کہ سسرال میں خادمہ جب داتون (مسواک) لے کر آئے گی تو ہم اسے ڈانٹ کر کہیں گے۔'یو سیلی گرل! (گنوار لڑکی) برش لاؤ۔'

اب ان کے ذہن میں خیال آیا کہ سسرال کے لئے سندیش (تحفہ) میں کیا کیا لیا جائے۔ ہم تو نڈوآر والا کی طرح دیہاتی نہیں ہیں جو کھیر، پوری، کیلا اور دہی وغیرہ لے کر جائیں گے۔ چھی چھی کیسے دیہاتی لوگ دنیا میں ہوتے ہیں۔ ہم تو یہاں سے ایسی ایسی انگریزی مٹھائی لے کر جائیں گے جو وہاں کبھی کسی نے دیکھا ہی نہیں ہوگا۔ جام، جیلی، چاکلیٹ وغیرہ۔

مدھوکانت بابو نے سسرال میں کھانے کے وقت ہاتھ کی بجائے چُھری کانٹا استعمال کرنے کی بات بھی سوچی۔ اور چھری کانٹا خرید لیا۔ پھر سوچنے لگے کہ سسرال کی خواتین کی آنکھیں یہ سارے لوازمات دیکھ کر چمک اٹھیں گی۔ وہ رات کے وقت کوٹھری بند کر کے تمام چیزوں کو پھیلا کر اور دیکھ دیکھ کر خوش ہونے لگے۔ رنگ برنگ کے شیشیوں، ڈبوں اور پیکٹ سے کمرہ جگمگا رہا تھا متعدد قسم کی عطر کی شیشیاں گھر کو معطر کئے ہوئے تھیں۔

اب ایک بار پھر مدھوکانت بابو آنکھ بند کر کے تصوراتی اسکرین پر سسرال کو دیکھنے لگے۔ خوبصورت دوشیزائیں، چمیلی، انارکلی اور مالدہ والی سبھوں کی تصویریں نظروں کے سامنے ناچنے لگیں۔ ابھی وہ تصور میں کھوئے ہی تھے کہ اچانک چوکھٹ پہ دستک ہوئی۔ انہوں نے فوراً سامنے پڑے بریسری پر 'چمبرس ڈکشنری' رکھ کر کواڑ کھول دیا۔ سامنے سپرنٹنڈنٹ کھڑے تھے۔

سپرنٹنڈنٹ نے پوچھا، 'یور مدر از سیریسلی ال؟ وہاٹ از شی سفرنگ فرام؟' (تمہاری ماں بیمار ہیں، ان کو کیا ہوا ہے)۔

مدھوکانت بولے، 'فرام اپنڈیسائیٹس سر۔' (ان کی آنت کے اندر زخم ہوگیا ہے)۔

سپرنٹنڈنٹ: 'دن یو آر لیونگ بائی دی مارننگ ٹرین۔' (تب تو تم صبح کی گاڑی سے جانا چاہتے ہو۔)

مدھوکانت: یس سر (جی ہاں)

سپرنٹنڈنٹ کے جانے کے بعد مدھوکانت بابو نے ایک بار پھر کواڑ بند کیا اور وہ اپنے سامان کو درست

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

پنجابی نظم : امریتا پریتم

وارث شاہ سے

آج وارث شاہ سے کہتی ہوں
اپنی قبر سے بولو!
اور عشق کی کتاب کا
کوئی نیا ورق کھولو

اے دردمندوں کے دوست
پنجاب کی حالت دیکھو
چوپال لاشوں سے اٹا پڑا ہے
چناب لہو سے بھر گیا ہے

اس زرخیز دھرتی سے
زہر پھوٹ نکلا ہے
دیکھو سرخی کہاں تک آ پہنچی
اور قہر کہاں تک آ گیا

جہاں پیار کے نغمے گونجتے تھے
وہ بانسری جانے کہاں کھو گئی
اور رانجھے کے سب بھائی
بانسری بجانا بھول گئے

وارث شاہ! میں تم سے کہتی ہوں

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

میتھلی کہانی: ہری موہن جھا

ماخوذ

انگریزیا بابو

مدھوکانت بابو نے جب کالج میں داخلہ لیا تو خواہش ہوئی کہ وہ سوٹ بنوائیں جب سوٹ بن کر تیار ہوا تو انہیں شوق ہوا کہ وہ اسے پہن کر سسرال جائیں۔ ہولی کے چار دن پہلے جب ڈاکیہ نے ان کو ایک لفافہ دیا تو انہیں یہ سمجھنے میں ذرا بھی دیر نہ لگی کہ اب سسرال جانے کا موقع آ گیا ہے وہ کمرے کو بند کر اچھلتے اور تڑپتے دل سے اپنے دیوتا کو یاد کرنے لگے اس خوبصورت خط میں لکھا تھا: 'ہولی میں ضرور آئیں۔ نند آروااا کے آنے کی بھی خبر ہے اگر آپ نہیں آئیں گے تو رنگ میں بھنگ ہو جائے گا۔'

خط پڑھنے کے بعد مدھوکانت بابو نے فوراً ہاسٹل سپرنٹنڈنٹ سے مل کر ایک درخواست سونپی کہ ان کی ماں بستر مرگ پر ہے اس لئے وہ آئندہ سات دنوں تک ہاسٹل میں رہنے سے معذور ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ایک دوست سے بیس روپئے قرض لئے کہ ماں بیمار ہے۔ اس کے لئے گلوکوز، بدانہ اور ہارلکس لے کر مجھے گاؤں جانا ہے۔ روپئے لے کر مدھوکانت بابو سیدھا نیو مارکٹ گئے اور وہاں انہوں نے اسنو، کریم، پاؤڈر، آب گلاب، کُم کُم اور پچکاری بھی خریدی تبھی انہیں کپڑے کا خیال آیا دوڑے ہوئے فینسی اسٹور گئے۔ وہاں انہوں نے ساڑی اور بریسری پسند کیا۔ قیمت بھلے ہی ان کی پینتالیس روپے تھی۔ لیکن یہ روپئے کہاں سے آئیں گے؟ مدھوکانت کے پاس اب پیسے نہیں تھے۔ وہ ہاسٹل سپرنٹنڈنٹ چھیچھ لال داس کے کمرہ میں گئے اور نہایت غم زدہ شکل بنا کر تنہائی میں بولے، 'داس جی ایک انتہائی ضروری کام سے آپ کے پاس آیا ہوں۔'

داس جی میس کے منیجر تھے۔ کس سے کتنا وصول کیا اور کس کے پاس کتنا باقی ہے، جیسے جوڑ گھٹاؤ میں الجھے تھے۔ بولے، 'کون کام ہے؟ آپ کے نام تو کچھ بقایا بھی ہے۔'

مدھوکانت بولے، 'ہمارے گاؤں سے ایک چٹھی آئی ہے۔ کچہری میں چھیالیس روپئے پندرہ آنہ داخل کرنا ضروری ہے ہمارا منی آرڈر کل تک آجائے گا ابھی آپ میس کے اکاؤنٹ سے ہمارا کام چلادیں۔ منی آرڈر آتے ہی

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

مراٹھی نظم : ارون کولہٹکر

مترجم: صادق

دیئے

کہیں سے کچھ سڑنے کی بو آ رہی تھی
اور میں جیب سے رومال نکالنے والا تھا
کہ میری چھوٹی انگلی نیچے گر گئی
اسے میں نے دوسرے ہاتھ سے اٹھالیا
تو ناک ہی نکل کے آگئی رومال کے ساتھ
جسے رومال میں لپیٹ کر
میں نے جیب میں ڈال لیا

پھر بھی کہیں سے کچھ سڑنے کی بو آ رہی تھی
اس لئے میں نے جیب ہی جیب میں ناک سکوڑی
اور دیکھنے ہی والا تھا کہ
چھوٹی انگلی میں کیڑے تو نہیں پڑ گئے
اسی وقت دیئے بجھ گئے

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

ترادوئی شادی کے کارڈوں کے ڈھیر کے پاس بت بنی سی کھڑی تھی۔ وہ کئی دنوں تک اپنی جھونپڑی سے باہر نہیں آئی۔ اس کے بچے بھوک سے بے حال تھے اور بھیک مانگنے پر مجبور تھے۔

لیکن ابھی بھی وہ کالا صندوق اپنا خوفناک منہ کھولے وہاں پڑا ہوا تھا۔

ادھر ہیر ہیمری کے درخت کے نیچے کبھی ختم نہ ہونے والے انتظار میں کھڑا تھا۔

ایک صبح ترادوئی کے دونوں بچے اور ترادوئی نے جھونپڑی سے کھینچ کر اس کالے ناگ جیسے صندوق کو پھر واپس شمشان گھاٹ میں لے آئے۔ پھر اس نے اس میں آگ لگا دی۔ جلے ہوئے صندوق کے کوئلے اور راکھ وہاں پوری طرح بکھرے پڑے تھے۔

ترادوئی دوسری صبح اپنی جھونپڑی سے باہر آئی۔ اس نے کسی بھی طرح کی چادر اپنے جسم پر اوڑھ نہیں رکھی تھی۔

ہیر نام کا وہ آدمی جو ہمیشہ ہیمری کے درخت کے نیچے کھڑا گھنٹوں اس کا انتظار کرتا تھا، وہ بھی اب وہاں نہیں تھا۔

مختصر سوالات

1. ترادوئی کہاں رہتی تھی؟
2. صبح سویرے پو پھٹنے کے قبل ہیمری کے درخت کے نیچے روز کون آکر کھڑا ہو جاتا تھا؟
3. شراب کے نشہ میں اپنی تیز رفتار گاڑی سے کس نے دو آدمیوں کو کچل ڈالا تھا؟
4. سیاہ رنگ کا خالی صندوق ترادوئی کو کہاں ملا تھا؟
5. اچانک رات میں ترادوئی کے دروازے پر کس نے ٹھوکر ماری؟
6. ترادوئی کے بھائی کا کیا نام تھا؟ اور وہ کیا کرتا تھا؟
7. چھوٹے کنور کا حادثہ کہاں اور کیسے ہوا؟
8. چھوٹے کنور کی لاش کو شمشان گھاٹ میں کس چیز میں لایا گیا؟
9. ترادوئی کے بچوں کو کس نے کچھ سکے دیے؟

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

اڑیا نظم : سیتا کانت مہاپاترا

بارش کی ایک صبح

دیکھو پھر برسات کا موسم آیا ہے
مینہ برسے گا اب تو ایک پل رکے بغیر
گونج اٹھا ہے ابر سیہ کا بگل، تو صبح
تنہا دوشیزہ کی طرح لرزتی ہے
بار بار کے ابر گریاں کے نازک
لمس سے میرے دروازے پر ٹنگی ہوئی
نام کی تختی سے مٹ جاتے ہیں کچھ حرف
ایک بچہ بارش میں سرتاپا
اپنے مکتب کو تنہا ہی جاتا ہے
بند ہیں گاؤں کے در اور دریچے یوں
جیسے اس میں کبھی کوئی چھپڑ ہی نہ تھا
گویا بارش کی یورش سے گھبرا کر
بھاگ چکے ہیں اس گاؤں کے سارے لوگ
اور بادلوں کی ملہار ہی بجتی ہے
گونج رہی ہے رعد کی گرج ہواؤں میں
کون لوگ سوئے ہیں ان کاشانوں میں
بے پروا ماں باپ، آسودہ خاطر وقت؟

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

کے کپڑے بھی نوچ لے جائیں اور اسے ننگا کر دیں۔ بس ہر کسی کی نگاہ اس کی جھونپڑی میں پڑے ہوئے اس کالے صندوق پر تھی۔

ترادوئی جھونپڑی میں واپس آئی۔ اس کے دونوں بچے سو رہے تھے۔ ان کی پسلیاں کوئی بھی آسانی سے گن سکتا تھا۔ ان کے پاجامے ان کے جسم سے ایسے لٹک رہے تھے جیسے قصائی کی دکان میں بکرے کی کھال، لیکن وہاں ان کے نزدیک وہی کالا صندوق پڑا ہوا تھا جس کو دیکھ کر ترادوئی اپنے اندر ایک طاقت محسوس کرتی تھی۔

اس نے بڑے پیار سے صندوق پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اس پر کھدے ہوئے ببول کے پھول پر اپنا گال رکھ دیا۔ پھر وہ کسی طرح صندوق کے اندر داخل ہوئی اور وہیں لیٹ گئی لیکن اس نے اس کا ڈھکن کھلا رکھا۔

عجیب! واقعی عجیب و غریب! اس میں لیٹ کر اسے ایک طلسمی سکون ملا۔ پھینکنے والوں نے تو اس میں سے مردہ جسم کو الگ کر کے اسے یوں ہی پھینک دیا تھا۔ جب اس نے شمشان گھاٹ سے اس صندوق کو اٹھایا تھا تو اس میں سے خون اور برف کے کچھ ٹکڑے نکالنے پڑے تھے۔ پھر نہ جانے کیوں، وہ رونے لگی۔

ترادوئی پولس کی ایک بھاری گاڑی کی آواز سن کر چونک اٹھی۔ کتنا عجیب و غریب ہے یہ صندوق! کیسے اس بے جان صندوق سے اس کا وجود وابستہ ہو گیا تھا۔ گذشتہ رات اس نے اپنے پرانے کپڑوں کی گٹھری سے اپنی شادی والا بلاؤز نکالا تھا اور پہنا تھا۔ اس کے لباسوں میں بس یہ ہی ایک جوں کا توں بچا ہوا تھا۔ لیکن اب یہ ساز و سامان بیکار۔ اب تو لوگوں کی نگاہ میں وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی جو شمشان گھاٹ کے سہارے اپنی اور اپنے بچوں کی زندگی کو کھیپ رہی تھی۔

کیا کسی کی ابھی بھی اس پر ہوس کی نگاہ لگی ہوئی تھی؟

لوگ بھی حد کرتے ہیں۔ آج کل تو لوگ ہر کسی کو جھانکتے رہتے ہیں۔ ترادوئی صندوق میں آرام سے لیٹی اپنے خیالات کی دنیا میں تھی کہ اچانک کسی نے زور سے دروازے پر ٹھوکر ماری۔ ترادوئی گھبرا کر جلدی سے صندوق سے باہر آئی۔ اس کے بھائی سومیشور کی آواز تھی۔ اس کا بھائی سومیشور پولس میں کام کرتا تھا۔

'ترادوئی! ترادوئی!'

جیسے ہی ترادوئی نے دروازہ کھولا، پولس کی وردی میں اس کا بھائی اندر داخل ہوا۔ 'مجھے ان دنوں وقت ملا ہی نہیں کہ دیکھوں تمہارا حال کیا ہے؟ آج میری ڈیوٹی ادھر لگی ہے۔'

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

تیلگو نظم : شیشندر شرما

انسان

دکھ کا ایک سورج ڈھلتا ہے
اور دوسرا ابھرتا ہے
بے چینی کے شعلوں کو بھڑکاتا ہے
سحر چہرے بدل بدل کر لوٹتی ہے
اشجارِ زندگی جو کل تک شبنم برساتے تھے
آج ان کے پھول شعلے اور تلوار بن گئے ہیں
کہساروں میں
ندیوں کے سمندروں کی آوازیں بھی منجمد ہو گئی ہیں
زندہ اور مردہ مچھلیاں بے حس خوابوں کی موجوں میں بہتی رہتی ہیں
رات جو کل تک چیخ رہی تھی
کہرے کے بنے ہوئے مہین پردوں کے پیچھے
اور یاسمین کی سانسوں پر
لیکن آج چاندنی کی شعاعوں پر سوار ہو کر
بھوک کے وسیع کھیتوں پر سے گذرتی ہے
غیب کا ہاتھ
جس نے فطرت کے چہرے پر بہاروں کے نقوش بنائے
اب تلواروں کے گیت دہانِ زخم میں بھر رہا ہے

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

بشال کو اچانک خوف کا احساس ہوا۔ اس پیڑ اور ان لوگوں سے وہ واقف تھا۔ وہ انھیں بہت اچھی طرح جانتا تھا لیکن آج یہ سب لوگ بے گانے لگ رہے تھے۔

خوف ایک نامعلوم خوف اس میں سرایت کر گیا۔

مختصر سوالات

1. افسانہ 'ارجن' کس زبان میں ہے اور کس کی ہے؟ مترجم کا نام لکھیے۔
2. افسانہ 'ارجن' کے کسی پانچ کرداروں کے نام بتائیے۔
3. افسانہ ارجن کا موضوع کیا ہے؟ پانچ جملے لکھیے۔

تفصیلی سوالات

1. افسانہ ارجن کا مرکزی خیال پیش کیجیے۔
2. رام بلدر کے کردار کا جائزہ لیجیے۔
3. درج ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

دانت کھٹے کرنا، ہتھیلی پر سرسوں جمانا، آنکھ دکھانا، آسمان سے تارے توڑنا، نو دو گیارہ ہونا

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

تو یہ وزن قدموں کی رکاوٹ بن جاتا ہے
اور منزل پر پہنچ کر آسمان کی طرف دیکھتا ہوں
اس ستارۂ صبح کی جانب
جو ابھی تک نہیں ابھرا ہے

مختصر سوالات

1. تلگو شاعری کے متعلق اپنی مختصر معلومات ظاہر کیجیے۔
2. شاملِ نصاب نظم 'انسان' میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے۔ مختصراً بیان کیجیے۔
3. نظم 'انسان' کے شاعر کون ہیں اور ان کا تعلق کس صوبے سے ہے؟

طویل سوالات

1. تلگو شاعری کے آغاز و ارتقا کے بارے میں ایک مفصل مضمون لکھیے۔
2. شاملِ نصاب نظم 'انسان' کا خلاصہ تحریر کیجیے۔
3. درج ذیل مصرعوں کا مفہوم واضح کیجیے

دکھ کا ایک سورج ڈھلتا ہے
اور دوسرا ابھرتا ہے
بے چینی کے شعلوں کو بھڑکاتا ہے

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

'مجھے سوچنے دو۔' ڈگا نے کہا۔

ان میں ڈگا کا قدرے احترام کیا جاتا تھا کہ اس نے غیر رسمی تعلیم کے مرکز پر پورے چار دن گزارے تھے اور وہ حرف پہچاننے لگا تھا۔

شابر قبیلے کے چاروں لوگ شراب اور سوچ میں ڈوب گئے۔ تیوہاروں اور شادی بیاہ کے مواقع پر وہ لوگ ڈھول تاشے بجاتے ہوئے ارجن کے درخت کے پاس جمع ہوتے۔ اگر کوئی خاص خواہش پوری ہو جاتی تو قبائلی اپنے بالوں کی قربانی دیتے اور یہ بال خوش بختی کے لئے ارجن کے درخت کے نیچے دفن کئے جاتے تھے۔ کیا ڈگا کے باپ نے نہیں بتایا تھا کہ اس پیڑ میں دوا کے اجزا بھی ہیں۔

پیتامبر نشے میں چلایا۔' بادھنا جاگرن کے موقع پر گائے کے ناچ کے لئے یہاں سنتھالی قبائلی بھی آتے ہیں۔ کیسی ناخوش گوار صورت ہے، پیڑ کاٹو جیل جاؤ۔ اگر پیڑ نہیں کاٹو تو بھی جیل جاؤ شابر کیا کرے؟ باندھی کا یہ خوش حال گاؤں وہیں بسا ہوا ہے جہاں پہلے جنگل تھا لہٰذا اب یہ محکمۂ جنگلات کے تحت آتا ہے۔ لیکن کیا وقعتاً اس پر شابروں کا کوئی حق نہیں تھا۔

بہت دیر سوچنے کے بعد ڈگا نے کہا۔ صرف ہم ہی لوگ کیوں الزام اپنے اوپر لیں؟ صرف شابر ہی کیوں جھوٹے مقدمے میں پھنسائے جائیں؟ میں سب کو بتاتا ہوں بہ ہر حال وہ لوگ بھی ارجن کا احترام کرتے ہیں۔ تم لوگ کیا کہتے ہو؟'

کسے معلوم ہے کہ اس چوڑا ہے پر ارجن کب سے کھڑا ہے ان برسوں میں کسی نے اس پر غور نہیں کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ پیڑ نامعلوم زمانے سے ہے اور یہ ہمیشہ رہے گا۔ لیکن اب بالکل اچانک یہ سب کے لئے بہت اہم ہو گیا ہے جیسے یہ ان کے وجود کی علامت ہو۔

محکمۂ جنگلات نہ صرف جنگلوں کی دیکھ بھال کرتا تھا بلکہ بنجر زمین کا بھی انتظام کرتا تھا۔ لہٰذا شابر کہاں جاتے۔ بس وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ مارے مارے پھرنے لگے۔ جہاں کہیں بھی انہیں جنگل کی زمین سرسبز نظر آتی وہ وہیں بس جاتے۔ اس کے بعد جنگل تیزی سے ختم ہونے لگے۔ بنجر زمین بھی فروخت کی جانے لگی۔ ایک بار پھر شابر بے گھر ہو گئے۔

ارجن کا درخت جب جوان تھا تو شابر شکار پر جانے سے پہلے یہاں آکر دعائیں مانگتے تھے۔ بلوغت کو پہنچ

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

وہ تڑپتا ہے کہ وہ کس طرح سن لے
اس کا سر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے
اس کے اپنے سفر در سفر کی تمام آوازیں
جو اس نے طے کیے تھے
ان تیس برسوں کے درمیان
اس کی جنتوں اور دوزخوں کے بارے میں جاننے کے لیے
سونگھتے اور چھوتے ہوئے

لیکن ان کے درمیان اب ایک سمندر حائل ہے
وقت کی نقش گری کے اثرات کو اس پر غور سے دیکھتے
اپنی آواز کو جھال دار کرتے ہوئے
وہ پوچھتا ہے بے رخی سے
'کیا تم خوش و خرم نہیں؟'
اس پر وقت کی خراشوں کو دیکھتے ہوئے
وہ جواب دیتی ہے
'ہاں'

اپنے اپنے تابوت میں پڑی
دو لاشوں کی طرح کوشش کرتی
ایک دوسرے سے گفتگو کرنے کی
ان کے گلے رندھ جاتے ہیں

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

'آپ اسے لے کیسے جائیں گے؟'

'رام بابو کے ٹرک سے اور کس سے؟'

ایسا لگ رہا تھا کہ بالکل صاف آسمان، پاکیزہ ٹھنڈی ہوا اور سنتوشی ماں کے بھجنوں کی آوازیں بشال مہتو کو سچ بولنے کی ترغیب دے رہی تھیں۔ کیسٹ پلیرس سے بھجنوں کی تیز آوازیں آرہی تھیں۔

یہ ایک ایسی طلسماتی گھڑی تھی جب دن ختم ہو رہا تھا اور جھٹپٹا تاریکی کے آغوش میں سما چکا تھا۔ ہوا باندھی کے کھیتوں کے پکے ہوئے دھان کی خوشبو بکھیر رہی تھی لیکن کیتو اس سے غافل تھا۔ مہتو کی فرمائش نے اس کے ہوش اڑا دیے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ اس کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا گیا ہو۔ کچھ ایسا ہی چندر سنتھال نے بھی محسوس کیا ہوگا جب 'فصل انقلاب' کے دوران گرا کر اس کے سینے پر نصف من کا باٹ رکھ دیا گیا تھا۔ وہ وزن...... وحشت انگیز......

بشال مہتو اور رام ہلدر دو مختلف جماعتوں سے تعلق رکھتے تھے مگر صرف نام کے لئے یہ لوگ دو الگ پارٹیوں کی نمائندگی کرتے تھے۔ ایک پنچایت چلاتا تھا اور دوسرے کا لکڑی چیرنے کا کارخانہ تھا جو ضلع کی سرحدوں کے ٹھیک باہر تھا اگر ایک ارجن کو کوٹنے کا حکم دیتا تو دوسرا اسے لے جانے کا خوشی خوشی انتظام کرتا۔

ہائے، اس درخت کو نہیں بچایا جا سکے گا۔ عہد زمین داری کے باندھی جنگلوں کی یہ آخری نشانی تھی۔ اب بھی اس سے کیتو اور اس کے دوستوں کے ذہن میں ماضی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

جب جنگل محض نام کے جنگل نہیں تھے تو شابر قبیلہ جنگلوں میں رہتا تھا وہ دن کب کے گزر چکے تھے کہ جب کسی اجنبی کی آواز یا اسے آتا ہوا دیکھ کر وہ خرگوشوں کی طرح گھرے اندھیرے کی طرف دوڑ جاتے تھے کیا اسی وجہ سے مردم شماری کے ریکارڈ میں ان کا اندراج کھیڑیا شابر قبیلے کے طور پر کیا گیا تھا؟

قبیلے کے معمر لوگ اب بھی ارجن کے درخت کا احترام کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ یہ الوہیت کا مظہر ہے۔ اب کیتو اس کی موت کا ذمہ دار ہوگا!

'ہاں بابو، میں اسے کاٹ دوں گا۔' کیتو شابر نے جواب دیا۔ اس نے دس روپے کے لئے ہاتھ پھیلائے۔

یہ کس قدر حیرت انگیز شام تھی اسے وہی کچھ مل گیا جو اس نے مانگا تھا۔

'جاؤ، جا کر شراب پیو۔'' مہتو نے کہا۔ 'تم خود کیسے یہ کام نہیں کر سکتے ہو، لہٰذا جیل سے رہا ہونے والے

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

ریکارڈان کے نام تھا۔

اب بشال مہتو کیتو کے جذبہ تجسس کو بیدار کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ الیکشن ہونے والے تھے۔ بشال بابو جلسوں میں شرکت کرنے اور تقریر کرنے میں مشغول تھے۔ اگر یہ کام دونوں سے متعلق نہیں ہے تو پھر اس کی نوعیت کیا ہے؟ جو کچھ بھی ہوگا یقیناً مشتبہ ہی ہوگا۔

'تمہیں ارجن کا درخت کاٹنا ہوگا۔' بشال نے کہا۔

'کیوں بابو؟' کیتو نے حیرت ظاہر کی۔

'بس وہی کرو جو میں کر رہا ہوں۔'

'دیا کیجئے بابو، میں ابھی جیل سے باہر آیا ہوں۔'

'اگر میں تمہیں وہاں واپس بھیجنا چاہوں تو کیا تم اسے روک سکتے ہو؟' بشال مہتو نے سوال کیا۔

'نہیں، بابو۔'

'یہ کام رام ہلدر کے معاہدوں کی طرح کا نہیں ہے۔ محض اس کی غیر قانونی سرگرمیوں کے باعث تمہیں جیل جانا پڑا تھا۔ اگر میں سرکاری سڑک کے چوراہے پر موجود درخت کو ہٹانے کا حکم دوں تو تمہیں کون گرفتار کرنے کی جرأت کرے گا۔'

کیتو کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ اس نے اس بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا مگر یہ بالکل سچ تھا۔ رام ہلدر کے لئے کام کیا تو جلد ہی پکڑے گئے۔ اس کا مطلب پھر جیل جانا ہوتا ہے مگر بشال بابو کا حکم ہی قانون ہے۔ واقعتاً وہی حکومت چلاتے ہیں لہٰذا اگر سرکاری سڑک پر ان کی ہدایت کے تحت وہ سایہ دار درخت نہ رہے تو ہمیں کون جیل بھیجے گا؟

معاً کیتو کے ذہن میں ایک خیال کوندا۔ 'ووٹ پکے کرنے کے لئے اس بار کیا بابو آپ سڑک بنوا رہے ہیں؟'

'پکی سڑک یہاں، کیتو ضرور تمہارا دماغ پھر گیا ہے۔ ۳۰ سال سے ایسا نہیں ہوا ہے۔ اس بار بھی نہیں ہوگا۔

نہیں مجھے درخت کی ضرورت ہے۔'

'ایک توانا درخت؟'

'ہاں، ارجن کا پورا درخت۔'

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

ولال، چٹانوں اور ان پر کھڑے درختوں کا
ناقابل برداشت بوجھ اٹھانے سے قاصر
وہ چلے جاتے ہیں، بہتے ہوئے ایک دوسرے سے: دور
ان کے درمیان رہ جاتا ہے
صرف سمندر

مختصر سوالات

1. زیرِ نصاب نظم میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟ مختصراً بیان کیجیے۔
2. زیرِ نصاب نظم 'وہ ملاقات' کس زبان کی نظم ہے؟
3. زیرِ نصاب نظم 'وہ ملاقات' کے شاعر اور مترجم کا نام لکھیے۔
4. ملیالم کس صوبے کی زبان ہے؟ اور یہ صوبہ کہاں واقع ہے؟

طویل سوالات

1. زیرِ نصاب نظم 'وہ ملاقات' کا خلاصہ پیش کیجیے۔
2. آپ کے نصاب میں کون کون سی علاقائی زبانوں کے ترجمے شامل ہیں؟ ان کی ایک فہرست بنائیے۔
3. زیرِ نصاب نظم کا مرکزی خیال پیش کیجیے۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

سب افراد کو جمع کرو۔ میں تم سب کا خیال رکھوں گا۔'

رام ہلدر کا دھندا ایک دو درختوں سے ختم نہیں ہوتا۔ پہلے اس نے 'جنگل بچاؤ' کے پوسٹر لگائے اور پھر جنگوں کو برباد کیا۔ کلہاڑی اٹھانے والے ہاتھوں کو ٹارچ، کلائی کی گھڑیاں، چمکتے ہوئے ریڈیو، کیسٹ پلیر، سائیکلیں اور بے اختیار مقدار میں شراب بہ طور انعام دی گئی۔ ہر شخص کو اس کی صلاحیت اور اہلیت کے اعتبار سے نوازا گیا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شابر قبیلے کے افراد کو، خواہ وہ مجرم ہوں یا بے گناہ، محکمہ جنگلات اور پولس کے ہاتھوں مسلسل ایذا رسانی برداشت کرنا پڑی۔

مہتو کی پیش کش بہت امید افزا تھی۔ اس کے سوا اور کون ایسی پرکشش پیش کش کر سکتا تھا۔

'بہت اچھا، میں اب قصبے میں جاتا ہوں۔ ایک جلسے کے لئے مجھے بہ ہر صورت کچھ پوسٹر چاہئیں۔ روئے زمین پر کون ایسا ہے جو دیواری پوسٹروں کے بغیر مہم چلا سکتا ہے؟'

'بابو میرے لئے بھی کچھ پوسٹر لینا۔'

'کیوں، کیا انہیں لگانے کے لے تمہارے پاس کوئی دیوار ہے؟'

'نہیں، نہیں، بابو، میں سوتے وقت انہیں فرش پر بچھالوں گا اور تب میری ہڈیوں کو ٹھنڈک نہیں محسوس ہوگی۔'

'اچھا، اچھا، دیکھو تم دو، تین دن میں درخت کاٹ دینا، میں واپسی پر اسے ہٹوا دوں گا۔'

'ارجن کا درخت بابو؟'

'ہاں، ہاں، وہی۔ یقیناً اس کا کٹنا ایک مہاپاترا یعنی ایک پاکیزہ وجود کی موت ہوگی۔'

ٹوپی سے چہرہ ڈھکے اور سویٹر پہنے ہوئے مہتو بڑبڑاتا ہوا کہر آلود اندھیرے میں روپوش ہو گیا۔

کیتو گہری سوچ میں پڑ گیا۔ وہ اپنے دوستوں بنامالی، ڈگا اور پیتامبر کی تلاش میں نکلا کہ شاید وہ اس مسئلے کو حل کر سکیں۔

انہوں نے اس کا گرم جوشی سے استقبال کیا کہ اس کے پاس شراب تھی۔ یہ سب کلہاڑیاں چلاتے تھے اور یہ لوگ ابھی جیل سے باہر آئے تھے۔ جو بھی کلہاڑی چلاتا، اسے جیل جانا ہوتا، یہ ملک کا قانون تھا۔ یہ اسی طرح تھا جس طرح سمجھا جاتا تھا کہ رام ہلدر پر دلیا اور بانکورا میں عالی شان حویلیاں بنائے گا۔ یہی مقدر تھا لہذا وہ اشیا کا نظم بدلنے کے لئے کیا کر سکتے تھے۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

ملیالم نظم : کے۔ سچید انند

مترجم: اسلم مرزا

وہ ملاقات

تیس برسوں کے بعد ملاقات ہونے پر بھی
ایک شخص شناخت کر سکتا ہے
اپنی سب سے اولین محبوبہ
جیسے وہ پہچانتا ہو گاؤں کا اپنا قدیم مکان
کئی جدید کاریوں کے باوجود
جیسے وہ پہچانتا ہے پہاڑی پر پھیلا بیابان
اس کے باوجود کہ وہ بھر چکا ہے
عمارات اور شور و غوغا سے
جیسے یاد کرنا وہ جگہ جہاں کہ کوئی کھڑا تھا
اسکول کے ایک پرانے 'گروپ فوٹو' میں
جسے رو پہلی دیمک چٹ کر گئی
وہ کوشش کرتا ہے اپنے ذہن میں
اس جگہ کا محل وقوع طے کرنے کی
جہاں پہلی ملاقات ہوتی تھی
ایک تہوار دھومیں مچانے لگتا ہے اس کے ذہن میں
لیکن ڈھول کی آوازیں
مندر کی دیواروں سے باہر نہیں آتیں

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

کر یہ درخت کتنا شاندار ہوگیا ہے۔ چمکدار چھال اور آسمان چھوتی ٹہنی رات میں چاندنی اور درخت بالکل ایک نظر آتے تھے۔ چیت اور بیساکھ میں اس کے پتے سایہ فراہم کرتے تھے۔ یہ درخت ان کے لئے بہت کچھ تھا۔ چوراہے پر ارجن درخت......

کب سے ارجن ہماری حفاظت کررہا ہے، پیتامبر نے پوچھا۔ یہ ایک درخت ہمارے لئے یعنی چند کنبوں کے لئے پورا جنگل ہے۔ اب مہتو یہی درخت چاہتا ہے؟'

'ہم کیا کرسکتے ہیں، ہر چیز بشال بابو اور رام بابو کی ہے۔'

'ہم لوگوں نے جب جھونپڑیاں نہیں بنائی تھیں، ہم سی ارجن کے نیچے رہتے تھے۔ بعد میں مہتو نے جھونپڑیاں ڈالنے کے لئے زمین دی تھی۔' پیتامبر نے کہا۔

ڈگا نے لقمہ دیا۔ 'جب ہلدر نے سنتالیوں کی جھونپڑیاں جلادی تھیں تو یہ لوگ خود کو ڈھارس بندھانے اور اپنا تحفظ کرنے کے لئے یہاں نہیں آئے تھے؟

سب ایک ایک کر کے ارجن سے متعلق کہانیاں یاد کرنے لگے۔ سب کو یہ محسوس ہوا کہ ان کی زندگی اور قسمت ناگزیر طور پر ارجن سے وابستہ ہے۔ معاشرہ اور نظام نے روئے زمین پر بچے ہوئے مٹھی بھر قبائلیوں کو مسلسل اذیتیں دی ہیں، ان کا استحصال کیا ہے اور ان کو تقریباً صفحۂ ہستی سے مٹا دیا ہے۔ اب یہی ارجن کے درخت کے مقدر میں لکھا تھا جو اس کے وجود کی آخری خاموش علامت ہے۔

'بشال بابو قصبہ جارہے ہیں اور ان کے جانے سے پہلے ہم ان سے نقد رقم وصول کرلیں۔' ڈگا نے کہا۔

'پھر تم درخت کاٹوگے؟'

'اس کام کے لئے پانچ آدمی کافی ہوں گے۔ ہم سو روپے مانگیں؟ تمہارا کیا خیال ہے؟'

'تمھیں جیل جانا پڑسکتا ہے؟'

مسلسل جیل جانے اور معاشرے کے ہاتھوں مستقل استحصال نے شابروں کو اپنے سچے جذبات اور ارادوں پر پردہ ڈالنا سکھا دیا تھا۔ دنیا کے مہتوؤں کے سامنے ایک چہرہ رہتا اور دوسرا ہمیشہ چھپا رہتا۔ انگریزوں کے دور میں شابر قبیلہ ہی ایسا تھا جس کو پولس تھانوں اور چوکیوں کو جلانے کی ذمہ داری سونپی جاتی تھی۔ آج بھی بابوان پر اعتبار کرتے۔ اب بھی یہی شابر تھے جو زمینوں پر قبضہ کرنے، فصل چرانے، لاشوں کو ٹھکانے لگانے اور حکومت کے

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

میخانہ گیتی میں حوران ظلمت اور مقدر کی پریوں کے سنگ
بیٹھتا ہوں
اور تنہائیوں کی خاموش ندیوں میں بہتا رہتا ہوں
یاد کے دریچوں میں جب جھانکتا ہوں
جیسے زخمی دن شہنشاہ کی مانند سجے سجائے
جنھیں لہولہان تاجپوشی عطا ہوتی ہے
کیوں ہر درد میرے سینے میں پناہ تلاش کرتا ہے
راہ گذر حیات پر
غم و مسرت میں کوئی فرق نہیں
جس نے موت سے سمجھوتہ کرلیا ہو
وہ کسی عفریت سے کیوں ڈرے
اس کے لئے یہ سب کچھ
ایک کھیل ہے
جوں جوں زندگی کے نقوش پا پر چلتا ہوں
میں خود کو وقت کی مضبوط گرفت میں
پابہ زنجیر پاتا ہوں
تباہی آنکھوں دیکھی تاریخ کے اوراق میں در آتی ہے
جہاں، انسان انسانیت کا خون کرتا ہے
زہر رگوں میں دوڑ رہا ہے
میں یہ بوجھ شانوں پر سہار کر
جب چٹان پر چڑھتا ہوں

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

خدایہ لوگ گاؤں میں کب تک ایک باقاعدہ سڑک بنائیں گے؟ تینگ ساہی؟ پھلکا؟ ندی نالے اور اس کے بعد نیچے بانس کا پل اس کے بعد غیر ہموار سڑکوں اور پھسلنے والی پگڈنڈیوں پر مشتمل اذیت ناک راستہ۔

گاؤں کے نزدیک پہنچتے ہی ان کو چکر آ گیا۔

گہرے نیلے آسمان کے عقب میں ارجن کا شاندار درخت سر اٹھائے ہوئے کھڑا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ ایک پہریدار کی طرح پہرے کی اونچی چوکی سے گاؤں کی نگہبانی کر رہا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ اس زمین پر پتے والے سینکڑوں سنتری کھڑے رہتے تھے۔ ایک ایک کر کے یہ سب ختم ہو گئے، ان کا کوئی نشان بھی باقی نہیں بچا تھا۔ اب صرف ارجن باقی بچا تھا جو اس تباہ حال، نظر انداز اور ذلیل کیے گئے زمین کے اس ٹکڑے کی نگہبانی کر رہا تھا۔

لاشعوری طور پر بشال مہتو کے ذہن میں ایک پرانی کہاوت تازہ ہو گئی۔ 'ارجن کی پتیاں انسان کی زبان کی طرح ہیں۔'

ہر طرف سے ڈھول، تاشے اور نگاڑے کی آوازیں گونجنے لگیں۔ مشتعل بشال مہتو تیزی سے گاؤں کی طرف چلے۔ ارجن کے درخت کے پاس بہت بڑا مجمع تھا۔ اس کا تنا آکوندو کے ہاروں سے لدا ہوا تھا۔

بلدر سائیکل پکڑے مجمع کے سرے پر کھڑا ہوا تھا۔

'کیا ہوا؟' مہتو نے پوچھا۔

'گرام دیوتا نے ان سے یہ سب کرایا ہے۔' بلدر نے جواب دیا۔

'کیا کون حرامزادہ یہ کہہ رہا ہے؟'

ڈگا نے خواب دیکھا تھا ایسا لگتا ہے۔ تم نے اسے خواب میں پیسے دیے اور تنے کے گرد پختہ ہالہ بنانے کی ہدایت دی۔ تمام قبائلی، سنتھال، گھیدیا، شونش اور بھوج سب یہاں جمع ہو گئے ہیں اور چڑھاوا چڑھا رہے ہیں۔

'گرام دیوتا کے لئے۔'

'ہاں بھگتی کی لہر چل رہی تھی۔ یہاں عملاً سیلہ لگا ہوا ہے۔ ہم ان لوگوں کو بے وقوف سمجھتے تھے۔ مگر انہوں نے ہم لوگوں کو بیوقوف بنا دیا مہتو۔'

اپنی شکست کا پوری طرح اندازہ کرنے کے لئے بشال آگے بڑھا۔

'کتنا بڑا مجمع ہے۔ کیتو ڈھولک کی تھاپ پر دیوانوں کی طرح ناچ رہا ہے۔'

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

یا پھر گاڑھی سیاہ موت کا مبہم خوف؟
ابر سیہ کو چاؤ سے تکتے مور کی طرح
موت اور بچے کے دل ہیں شائق بے تاب
بچے کی گرمی کی چھٹی ختم ہوئی
اور یہ سمجھ لینے کی ساعت آ پہنچی
کہ اس دنیا کی ہر لذت فانی ہے
برکھا کی رت آئی ہے اور موت ابھی
بھٹک رہی ہے پردیشوں میں چھٹی پر
گویا زیست کو چین نہیں ہے، بے تاب ہے وہ
بارش کے ملہار میں گم ہو جانے کو
بارش کی ساعت میں در آتے ہیں
راہ گم کردہ تتلیوں کی طرح خواب

مختصر سوالات

1. اڑیا شاعری کے بارے میں اپنی مختصر معلومات ظاہر کیجیے۔
2. ترجمہ کے فن سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجیے۔
3. اس نظم کا شاعر کون ہے اور ان کا تعلق کس صوبے سے ہے؟

طویل سوالات

1. اڑیا شاعری کی خاصیت اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمہ پر اظہار خیال کیجیے۔
2. نظم 'بارش کی ایک صبح' کا خلاصہ لکھیے۔
3. مترادف الفاظ لکھیے:

رنج، عیش، خوش، حکمت، دولت

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

خالی صندوق

اتنا سویرے تو یہاں کوئی بیدار نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ وہ لوگ بھی نہیں جو شمشان گھاٹ کے اردگرد آباد ہو گئے تھے۔ بس ترادوئی کی جھونپڑی کے سامنے ہیزری کے درخت سے بلبلوں کے چہکنے کی آواز آرہی تھی اور شمشان گھاٹ سے جلے ہوئے مردوں کے جسم کی بدبو فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔

ترادوئی جیسے ہی اپنی جھونپڑی سے باہر آئی، اس نے دیکھا کہ شمشان گھاٹ پر لکڑی بیچنے والا ہمیر ہیزری کے درخت کے نیچے کھڑا ہے۔ اس کی پتلی پتلی ٹانگیں اس کی کالی ہاف پینٹ سے جھانک رہی تھیں۔

ترادوئی اچانک اپنی جھونپڑی کے اندر چلی گئی اور اپنے آپ ہی کچھ بڑبڑانے لگی۔ 'اب کیا بچ گیا ہے اس بدن پر جو تم پھر چلے آئے ہو، مجھے امن چین سے کیوں نہیں رہنے دیتے؟'

اسے ہمیر کے کچھ الفاظ اب بھی اچھی طرح یاد تھے، 'تمہارے اس شرابی کو جیل سے چھوٹ کر آنے میں بہت وقت لگے گا، وہ بھی اگر چھوٹ گیا تب، آخر اس نے ایک نہیں، دو آدمیوں کو کچل ڈالا تھا۔ اب ثابت ہو گیا ہے کہ وہ شراب پی کر گاڑی چلا رہا تھا۔ میں یہاں ہوں نا! تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں، ہر طرح سے مدد کروں گا۔ بس رات کو اپنی جھونپڑی کا دروازہ کھلا رکھنا۔ تمہارے دونوں چھوٹے بچوں کو بھوک سے مرنے نہیں دوں گا۔'

تبھی سے اس امید میں کہ ترادوئی کا دروازہ اسے کھلا ملے گا، وہ پو پھٹنے سے پہلے ہی ہیزری کے درخت کے نیچے آ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ ترادوئی ایک بار پھر اپنی جھونپڑی سے باہر آئی اور چاروں طرف دیکھنے لگی لیکن ہمیر کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ یہ شخص ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو چھپ کر اس کے یہاں پڑے ہوئے لکڑی کے صندوق کو دیکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہ صندوق اسے شمشان گھاٹ کی غلاظت کے ملبہ سے ملا تھا۔ ترادوئی چاروں طرف غور سے دیکھتی رہی۔ کیا اب کوئی وہاں تانک جھانک کرنے والا نہیں ہے؟ یہ کس طرح کے لوگ ہیں جو بھوک سے بدحال کتوں کی طرح ایک دوسرے کو سونگھتے پھرتے ہیں! بے شرم حرامی! ان کا بس چلے تو کسی کے تن

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

مختصر سوالات

1. زیرِ نصاب مراٹھی نظم کا ترجمہ کس نے کیا اور کس عنوان سے کیا؟
2. نظم 'دیئے' سے چار مصرعے اپنی یاد سے لکھیے۔
3. ترجمہ نگاری پر پانچ جملے لکھیے۔
4. مراٹھی شاعری کا تعلق کس صوبہ سے ہے۔ یہ صوبہ ہندوستان کے کس حصہ میں ہے؟

طویل سوالات

1. نظم 'دیئے' کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے۔
2. زیرِ نصاب نظم 'دیئے' کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

اچانک اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹ کر اس کالے بڑے نقاشی والے صندوق کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس نے صندوق کو مس کیا، اس کا طواف کیا اور پھر اپنے رومال سے اپنی آنکھوں سے ٹپکتے ہوئے آنسو کے قطروں کو سمیٹنے لگا۔ پھر اس نے ٹوٹی ہوئی آواز میں کہا، مجھے ایک گلاس پانی دو۔ دوگی؟

پانی پی کر سر جھکائے ہوئے بولا کہ چھوٹے کنور کی لاش اسی صندوق میں یہاں تک آئی تھی۔ ان کے گھر والوں کے ساتھ میں بھی یہاں تک آیا تھا۔ یہی وہ صندوق ہے، بالکل وہی۔'

پھر ترادوئی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا، 'ایسا مت سوچو کہ مجھے یاد نہیں کہ تم ان کے یہاں کام کرتی تھیں۔ تم نے چھوٹے کنور کے والد کی بیماری کے دوران کافی خدمت کی تھی۔ خون اور مواد کے کپڑوں کو دھوتی اور ان کے بستر کو روز تم صاف کرتی تھی۔'

'اور چھوٹے کنور! وہ تمھیں کتنا مانتے تھے۔ کیا اس وقت وہ تم سے شادی کرنے پر تلے ہوئے نہیں تھے۔ اس بات کو لے کر ٹھاکر خاندان میں کتنا ہنگامہ ہوا۔ اچانک ان کا تبادلہ آسام ہوگیا اور پھر یہ حادثہ!'

ترادوئی کے منہ سے اچانک نکلا 'ان کی موت کیسے ہوئی؟'

'جیپ سے! کیا جسم تھا ان کا، خون سے لت پت برف کے ٹکڑوں پر اسی کالے صندوق میں ان کو رکھا گیا۔ ان کی لاش کو صندوق سے نکال کر چتا پر رکھنے میں مدد کیا تھا میں نے۔'

اچانک سومیشور تن کر کھڑا ہوگیا اور زور زور سے بولنے لگا، 'ترادوئی، وہ دن چلے گئے جب صاحب لوگ مزدوروں کی بیٹیوں سے شادی کرتے تھے، چھوٹے کنور نے قسم کھائی تھی کہ وہ تم سے شادی کریں گے۔' تم ابھی بھی ویسی ہی بیوقوف ہو جیسے پہلے تھی۔ تم نے چھوٹے کنور کو اپنا سب کچھ دے ڈالا تھا۔ میں پولس میں کام کرتا ہوں، میں نے سب کچھ سن رکھا تھا اور اب سارے ثبوت کے ساتھ آیا ہوں۔'

سومیشور نے اپنی جیب سے چند خطوط کا بنڈل نکال کر ترادوئی کے منہ پر پھینکا۔ 'لو اسے سنبھال کر رکھو، یہ چھوٹے کنور کی شادی کے کارڈ ہیں۔ تمہاری خاطر کیا وہ تمام عمر کنوارے رہتے؟ دراصل شادی کر کے لوٹ رہے تھے، تبھی یہ حادثہ ہوا۔ اب تم ان کی روح کی شانتی کے لیے دعا کرو۔'

سومیشور اپنی جیب سے کچھ سکے نکال کر بچوں کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے جدھر سے آیا تھا، لوٹ گیا۔

بھوکے بچے فوراً قریب کی دکان کی طرف لپک پڑے۔

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

اپنی قبر سے اٹھو
اور عشق کی کتاب کا
کوئی نیا ورق کھولو

ہر گلے سے گیت ٹوٹ گیا
ہر چرخے کا دھاگا ٹوٹ گیا
سہیلیاں ایک دوسرے سے بچھڑ گئیں
چرخوں کی محفل ویران ہو گئیں
وارث شاہ! میں تم سے کہتی ہوں
اپنی قبر سے اٹھو
اور عشق کی کتاب کا
کوئی نیا ورق کھولو

مختصر سوالات

1. زیر نصاب نظم کے آخری بند کو زبانی لکھیے۔
2. شاعرہ نے وارث شاہ کو کیوں یاد کیا؟
3. پنجاب کی پانچ ندیوں کے نام لکھیے۔

طویل سوالات

1. وطنی شاعری پر ایک مضمون لکھیے۔
2. زیر نصاب نظم وارث شاہ کا خلاصہ لکھیے۔
3. تقسیم ہند کے موقع پر سرزمین پنجاب میں کشت وخون کا جو بازار گرم رہا، اس کا مختصر خاکہ پیش کیجیے۔
4. شاعرہ اس نظم کے ذریعہ درویش وارث شاہ سے کیا چاہتی ہیں؟

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

10. ترادوئی کے منہ پر اس کے بھائی نے کیا پھینکا؟

تفصیلی سوالات

1. لکڑی بیچنے والا ہمیر روز صبح سویرے ترادوئی کی جھونپڑی کے سامنے ہیبڑی کے درخت کے نیچے آ کر کیوں کھڑا ہو جاتا تھا؟
2. سیاہ رنگ کے خالی صندوق سے ترادوئی کو کیوں وابستگی تھی؟
3. ترادوئی کا بھائی چھوٹے کنور کی شادی کا کارڈ ترادوئی کے منہ پر پھینک کر کیا بتانا چاہتا تھا؟
4. خالی صندوق کو ترادوئی اور اس کے بچوں نے کیوں جلا کر راکھ کر دیا؟

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

کے ہاتھ!!

مختصر سوالات

1. مدھوکانت کے کردار پر مختصراً روشنی ڈالیے۔
2. چھچھو لال داس کون تھے۔ وضاحت کیجیے۔
3. درج ذیل الفاظ سے جملے بنائیے:

چٹھی، بستر مرگ، سسرال، یکہ بان، قوت برداشت، حریف

تفصیلی سوالات

1. میتھلی افسانہ نگاری سے اپنی واقفیت ظاہر کیجیے۔
2. افسانہ 'انگریزیا بابو' کا مرکزی خیال پیش کیجیے۔
3. مدھوکانت بابو کے کردار سے کیا سبق ملتا ہے؟

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

پچھلا بقایا بھی چکا دیں گے۔'

داس جی متفکر ہو کر بولے، 'میس کی مالی حالت تو بہت اچھی نہیں ہے اور آپ کو بھی سخت ضرورت آن پڑی ہے۔ روپیہ لے جایئے لیکن کل ہی میس کا حساب چکتا کرنا پڑے گا۔'

مدھوکانت نے روپیہ لے کر اپنے فرنچ کٹ سونچھ پر تاؤ پھیرتے ہوئے فینسی اسٹور کا راستہ پکڑا اور اپنی پسند کی ہوئی چیز خرید لی۔ لیکن جب خریدی گئی ساڑی اور دوسری چیزوں کو وہ بکس میں رکھنے لگے تو یکا یک انہوں نے سوچا کہ سسرال سے ملا ہوا سوٹ کیس سسرال لے جانا ٹھیک نہیں ہوگا۔ نرمدیشور س جھا کا لیدر والا سوٹ کیس مانگ کر لے جانا چاہئے۔

مدھوکانت بابو نے لیدر والا سوٹ کیس تو حاصل کر لیا لیکن اس کے اوپر این۔ جھا لکھا دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا۔ پھر من ہی من میں اس کا حل بھی انہوں نے ڈھونڈ لیا کہ 'ایم' اور 'این' میں معمولی فرق ہوتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے گا تو کہہ دیں گے کہ 'ایم' کا آخری حصہ مٹ جانے سے ایسا ہو گیا ہے۔

اب فوراً ہی مدھوکانت بابو کا دھیان کلائی گھڑی کی طرف گیا۔ یہ گھڑی بھی تو سسرال ہی سے ملی تھی۔ انہوں نے سوچا، سب سے بہترین ڈیزائین کی گھڑی سریش کے پاس ہے۔ کیا وہ ایک آدھ دن کے لئے ہم سے ادلا بدلی نہیں کرے گا؟' مدھوکانت بابو کا یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔

اب مدھوکانت بابو سوچنے لگے کہ اگر کسی کا گراموفون مل جاتا تو سسرال لے جاتے۔ 'ہائے ہائے! اگر ہولی کے موقع پر سسرال میں گراموفون نہیں تو سمجھو کچھ بھی نہیں۔'

مدھوکانت بابو دوڑے ہوئے برنداون بہاری کے گھر گئے اور کہا، 'ہمارے گاؤں پر کل ہی ہمارے بھتیجے کی ...... تقریب ہے صرف دو دن کے لئے اپنا گراموفون دے دیجئے۔ میں بہ حفاظت اسے آپ کو واپس کر دوں گا۔'

برنداون بہاری نے جواب دیا، 'لے جایئے، لیکن اسے اپنے چارج میں رکھئے گا۔ ریکارڈس دیکھئے جو پسند ہو چھانٹ لیجئے۔'

'اندھا چاہے دو آنکھ' مدھوکانت بابو نے چن چن کر ایک سے ایک رسیلے ریکارڈس الگ کر لئے۔

اب مدھوکانت بابو سسرال جانے کے لئے پوری طرح سج دھج کر تیار تصوراتی دنیا میں کھو گئے۔ وہ سوچنے لگے، 'اس گراموفون کے چاروں طرف۔ ہماری سسرال کی دوشیزائیں، خواتین، سالیاں، بڑی سالیاں اور بیوی کی

https://www.studiestoday.com

https://www.studiestoday.com

صاحب بہادر اسے کھینچے ہوئے لے چلے۔ یکہ بان بولا— 'ٹھیک ہے لے چلئے، ہم نے کیا جان بوجھ کر یکہ الٹایا ہے۔ آپ نے ہی تو جوتا کا ایڑ امارا تھا، ہماری تو پونجی بھی چوپٹ ہوگئی۔'

صاحب بہادر نے دہاڑتے ہوئے یکہ بان سے گراموفون اور سوٹ کیس اٹھا کر لے چلنے کو کہا۔

اب یکہ بان بھی اڑ گیا۔ بولا— 'ہم قلی نہیں ہیں جو سامان ڈھوئیں گے۔'

صاحب بہادر نے اسے 'ڈیم فل' کہتے ہوئے ایک بوٹ لگایا۔ اب یکہ بان کو بھی تاڑی کا نشہ زور مارنے لگا۔ اس نے بھی لپک کر صاحب بہادر کا ٹائی سمیت گردن پکڑ لی۔ صاحب بہادر نے یکہ بان کی طاقت محسوس کرکے شور مچانا مناسب نہیں سمجھا۔ آس پاس میں کوئی گاؤں بھی نہ تھا۔ نشہ میں دھت یکہ بان نے صاحب بہادر کو اس طرح دھکیلا کہ وہ چت گر پڑے۔ ان کے ٹوپ، چشمہ اور منگنی کی ہوئی گھڑی چور چور ہوگئی۔ یکہ بان وہاں سے کسی طرح فرار ہوگیا۔

جب صاحب بہادر کو ہوش آیا تو انہوں نے سوچا کہ اب سسرال کس طرح جائیں؟ سبھی چیزیں تو برباد ہوگئیں۔ وہ سوچنے لگے— سسرال کی دہلیز پر پہنچ کر ہمارے خواب کس طرح چکنا چور ہوگئے۔ جو سرجمیلی کے نرم و نازک ہاتھوں سے لمس کرتا وہ سر جھمیلی ساؤ کے سخت ہاتھوں کی نذر ہوگیا۔ ہاں، ان کے لئے ایک بات قابل اطمینان یہ تھی کہ اس حادثہ کو کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ اگر کوئی سسرال کا آدمی اس حالت میں دیکھ لیتا تو وہ کیا منہ دکھاتے؟ تب تو شرم سے مرجانا بہتر ہوتا۔ یہ سب سوچ کر وہ سہم اٹھے۔

یکایک رات کے سناٹے میں کچھ دوری سے انہیں ایک آواز سنائی دی۔ یہ آواز نڈ وآروالا کی تھی۔ مدھوکانت بابو کو کچھ سوچنے کا موقع نہیں ملا۔ فوراً انہوں نے ٹوٹے ہوئے اپنے انگریزی ٹوپ کو اٹھایا اور لنگڑاتے ہوئے قریب سڑک کے کنارے رہر کے کھیت میں جا چھپے۔

جب نڈ وآروالا موقع پر پہنچا تو سڑک پر منتشر سامان اور ٹوٹے ہوئے گراموفون دیکھ کر رک گیا۔ ساتھ چل رہے بھریا کی طرف مخاطب ہوا۔ 'یہاں تو کوئی نہیں ہے پھر یہ سامان کس کا ہے؟ ذرا آواز لگاؤ!'

بھریا کے آواز لگانے پر کوئی جواب نہیں ملا۔ نڈ وآروالا نے آگے بڑھ کر بھریا سے کہا۔ ایک سوٹ کیس بھی دیکھ رہا ہوں۔ شاید اس کا مالک ندی کی طرف گیا ہو۔ ہمیں تھوڑی دیر یہاں رک کر دیکھ لینا چاہئے۔

لیکن کوئی نہیں آیا۔

https://www.studiestoday.com